بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 72

شمارہ 16

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

ایڈیٹر
منصور احمد

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

28 رمضان 1444 ہجری قمری ● 20 شہادت 1402 ہجری شمسی ● 20 اپریل 2023ء

ارشاد باری تعالیٰ

قَوۡلٌ مَّعۡرُوۡفٌ وَّمَغۡفِرَۃٌ
خَیۡرٌ مِّنۡ صَدَقَۃٍ یَّتۡبَعُہَاۤ اَذًی ؕ
وَاللّٰہُ غَنِیٌّ حَلِیۡمٌ ﴿۲۶۳﴾

ترجمہ :: اچھی بات کہنا اور معاف کردینا زیادہ بہتر ہے ایسے صدقہ سے کہ کوئی آزار اُس کے پیچھے آرہا ہو۔ اور اللہ بے نیاز (اور) بُردبار ہے۔

(البقرہ آیت 164)

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 14 اپریل 2023 کو مسجد مبارک اسلام آباد، یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اسلام میں دو عیدیں ہیں، ان دونوں دِنوں کو بھی بڑی خوشی کے دن مانا گیا ہے اور ان میں بھی عجیب عجیب برکات رکھی ہیں لیکن ایک دن اِن سب سے بھی بڑھ کر مبارک اور خوشی کا دن ہے، مگر افسوس کہ لوگ نہ تو اس دن کا انتظار کرتے ہیں اور نہ اسکی تلاش

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

سب صاحب یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں ایسے دن مقرر کئے ہیں کہ وہ دن بڑی خوشی کے دن سمجھے جاتے ہیں اور ان میں اللہ تعالیٰ نے عجیب عجیب برکات رکھی ہیں۔ منجملہ اُن دنوں کے ایک جمعہ کا دن ہے۔ یہ دن بھی بڑا ہی مبارک ہے۔ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو جمعہ ہی کو پیدا کیا اور اسی دن ان کی توبہ منظور ہوئی تھی اور بھی بہت سی برکات اور خوبیاں اس دن کی ماثور ہیں۔ ایسا ہی اسلام میں دو عیدیں ہیں۔ ان دونوں دنوں کو بھی بڑی خوشی کے دن مانا گیا ہے اور ان میں بھی عجیب عجیب برکات رکھی ہیں۔ لیکن یاد رکھو کہ یہ دن بیشک اپنی اپنی جگہ مبارک اور خوشی کے دن ہیں لیکن ایک دن ان سب سے بھی بڑھ کر مبارک اور خوشی کا دن ہے، مگر افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ لوگ نہ تو اس دن کا انتظار کرتے ہیں اور نہ اس کی تلاش، ورنہ اگر اسکی برکات اور خوبیوں سے لوگوں کو اطلاع ہوتی یا وہ اسکی پرواکرتے تو حقیقت میں وہ دن ان کیلئے بڑا ہی مبارک اور خوش قسمتی کا دن ثابت ہوتا اور لوگ اُسے غنیمت سمجھتے۔ وہ دن کونسا دن ہے جو جمعہ اور عیدین سے بھی بہتر اور مبارک دن ہے؟ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ دن انسان کی توبہ کا دن ہے جو ان سب سے بہتر ہے اور ہر عید سے بڑھ کر ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس دن وہ بد اعمال نامہ جو انسان کو جہنم کے قریب کرتا جاتا ہے اور اندر ہی اندر غضبِ الٰہی کے نیچے اُسے لا رہا تھا دھو دیا جاتا ہے اور اسکے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ حقیقت میں اس سے بڑھ کر انسان کیلئے اور کونسا خوشی اور عید کا دن ہوگا جو اسے ابدی جہنم اور ابدی غضب الٰہی سے نجات دیدے۔ توبہ کرنیوالا گنہگار جو پہلے اللہ تعالیٰ سے دُور اور اس کے غضب کا نشانہ بنا ہوا تھا، اب اسکے فضل سے اُس کے قریب ہوتا اور جہنم اور عذاب سے دُور کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَیُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 114 مطبوعہ قادیان 2003)

ایک مسلمان کی عید میں اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شامل نہیں تو اس کی عید کسی کام کی نہیں

بے شک اِس دن خدا تعالیٰ نے ہمیں خوش ہونے کا حکم دیا ہے اور ہم خوشی منانے پر مجبور ہوتے ہیں لیکن پھر بھی ہمارے دلوں کو چاہئے کہ وہ روتے رہیں کہ ابھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی عید نہیں آئی

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی عید قرآن اور اسلام کے پھیلنے سے آتی ہے

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَیں دوستوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری عید دراصل وہی ہوسکتی ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کی عید ہو۔ اگر ہم تو عید منائیں لیکن محمد رسول اللہ ﷺ نہ منائیں تو ہماری عید قطعاً عید نہیں کہلا سکتی۔ بلکہ وہ ماتم ہوگا جیسے کسی گھر میں کوئی لاش پڑی ہو ان کا کوئی بڑا آدمی فوت ہوگیا ہو تو لاکھ عید کا چاند نکلے ان کے لئے عید کا دن ماتم کا ہی دن ہوگا۔ اسی طرح ایک مسلمان کے لئے چاہے محمد رسول اللہ ﷺ کی وفات پر تیرہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اگر اس کی عید میں محمد رسول اللہ ﷺ شامل نہیں اور اگر وہ اس ظاہری عید پر مطمئن ہوجاتا ہے تو اس کی عید کسی کام کی نہیں۔ بے شک اس دن خدا تعالیٰ نے ہمیں خوش ہونے کا حکم دیا ہے اور ہم خوشی منانے پر مجبور ہوتے ہیں لیکن پھر بھی ہمارے دلوں کو چاہئے کہ وہ روتے رہیں کہ ابھی محمد رسول اللہ ﷺ اور اسلام کی عید نہیں آئی۔ محمد رسول اللہ ﷺ اور اسلام کی عید سویاں کھانے سے نہیں آتی نہ شیر خرما کھانے سے آتی ہے بلکہ ان کی عید قرآن اور اسلام کے پھیلنے سے آتی ہے۔ اگر قرآن اور اسلام پھیل جائے تو ہماری عید میں محمد رسول اللہ ﷺ بھی شامل ہوجائینگے اور آپ خوش ہونگے کہ اگرچہ مجھے فوت ہوئے تیرہ سو سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے لیکن جس مشن کو لیکر میں دنیا میں آیا تھا ابھی تک میری اُمت نے اُسے قائم رکھا ہوا ہے۔

پس کوشش یہی کرو کہ اسلام کی اشاعت ہو، قرآن کی اشاعت ہو، تاکہ ہماری عید میں محمد رسول اللہ ﷺ بھی شامل ہوں۔ اگر آج کی عید محمد رسول اللہ ﷺ کی بھی عید ہے تو پھر سارے مسلمانوں کی عید ہے لیکن اگر آج کی عید میں محمد رسول اللہ ﷺ شامل نہیں تو پھر آج سارے مسلمانوں کے لئے عید نہیں بلکہ اُن کے لئے ماتم کا دن ہے۔ پس اس نکتہ کو یاد رکھو۔ بے شک ایک حد تک ہماری جماعت کو تبلیغ اسلام کا موقع ملا ہے مگر ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ چیز ہمارے اندر اس قدر گھر کر گئی ہے کہ ہماری اولادوں میں بھی سینکڑوں سال تک چلی جائے گی۔ ابھی ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ بعض لوگوں کی اولاد میں اگرچہ ان پر سینکڑوں سال نہیں گزرے ابھی سے اپنے باپ دادوں والا اخلاص نہیں پایا جاتا حالانکہ ہماری اصل عید تبھی ہوسکتی ہے جب قیامت تک محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا کھڑا رکھا جائے اگر ہمیں یہ نظر نہ آئے اور ہماری اولادوں میں اتنا جوش نہ ہو کہ ہمارے مرنے کے بعد بھی وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے نام اور اسلام کی تعلیم کو دُنیا میں پھیلاتی رہیں گی تو پھر ہمیں ڈرہی رہنا چاہئے کہ اس وقت اگر عارضی طور پر ہمارے لئے عید ہے تو تھوڑے ہی عرصہ کے بعد کہیں خدانخواستہ ہمارے لئے ماتم نہ ہوجائے۔ پس مَیں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ایسی اصلاح کریں کہ انکو یقین ہوجائے کہ وہ قیامت تک اسلام کا جھنڈا کھڑا رکھیں گے۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کو دُنیا میں پھیلائیں گے تاکہ ہماری زندگی ہی عید والی نہ ہو بلکہ ہماری موت بھی عید والی ہو۔

(خطبہ عید 2 مئی 1957ء خطبات محمود جلد اوّل صفحہ 489)

ارشاد نبوی ﷺ

دونوں عیدوں کی راتوں میں تہجد پڑھنے والے کا دل ہمیشہ کے لئے زندہ کردیا جائے گا

۞ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص محض للہ دونوں عیدوں کی راتوں میں عبادت کریگا تو اس کا دل ہمیشہ کے لئے زندہ کردیا جائے گا اور اس کا دل اس وقت بھی نہیں مرے گا جب سب دنیا کے دل مرجائیں گے۔
(سنن ابن ماجہ کتاب الصیام باب فیمن قام فی لیلتی العیدین حدیث 1782)

۞ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی عیدوں کو خدا کی کبریائی بیان کرتے ہوئے سجاؤ۔
(کنز العمال جزء 8 صفحہ 546 باب صلاۃ عید الفطر حدیث 24094 مؤسسۃ الرسالۃ بیروت 1985ء)

۞ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ تکبیر و تحلیل اور حمد و ثنا کرتے ہوئے اور خدا کی تقدیس ظاہر کرتے ہوئے اپنی عیدوں کو زینت بخشو۔
(کنز العمال جزء 8 صفحہ 546 باب صلاۃ عید الفطر حدیث 24095 مؤسسۃ الرسالۃ بیروت 1985ء)
(ماخوذ از خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ 14 نومبر 2004)

......☆......☆......☆......

اس شمارہ میں

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 31 مارچ 2023ء (مکمل متن)
سیرت آنحضرت ﷺ (از سیرت خاتم النّبیین)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
حضور انور کی طرف سے دیئے گئے بصیرت افروز جوابات
حضور انور کا جلسہ سالانہ یوکے 2022 سے افتتاحی خطاب
نظمیں، وصایا
خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب
نماز جنازہ حاضر و غائب
خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

عید کی حقیقی خوشی اور عید کا حقیقی پیغام

ذیل میں سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے خطبہ عید الفطر سے آپ کے کچھ ارشادات پیش ہیں۔ ان ارشادات کو پیش کرنیکا مقصد یہ ہے کہ تا ہمیں پتا چلے کہ ہمارے لئے حقیقی عید اور حقیقی خوشی کن باتوں میں ہے۔ اگر ہم خدا کے خلیفہ کی باتوں کو جو خدا کا برگزیدہ و چنیدہ ہے، اپنی زندگیوں میں پیش نظر رکھیں گے اور اُن پر عمل کرینگے تو ہی ہمیں حقیقی خوشیاں نصیب ہونگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق دے۔ آمین۔

یہ عہد کرنا چاہیے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنیکی مستقل کوشش اب کرتا رہونگا

حضور انور نے فرمایا: عید والے دن صرف ایک تہوار منانے کی طرح جمع ہونے کا دن نہیں ہے بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے جو ہمارے سپرد کام کیے ہیں ان کا عام دنوں سے بڑھ کر حق ادا کرنا ضروری ہے۔ اپنی عبادت کے بھی حق ادا کرنا ضروری ہے اور بندوں کے حق ادا کرنے کی جو ہر مومن کی ذمہ داری ہے اسے ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ اس دن یہ عہد کرنا چاہیے کہ مَیں اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کی بھی مستقل کوشش اب کرتا رہوں گا اور بندوں کے حق ادا کرنے کی بھی مسلسل کوشش کرتا رہوں گا، تبھی ہماری عیدیں حقیقی عیدیں ہوں گی۔ پس ایسی عیدوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

عید عبادتوں میں کمی یا اس سے رخصت کا باعث نہ ہو

رمضان ختم ہونے اور آج عید منانے کو ہمیں اپنی عبادتوں سے رخصت یا کمی یا پورا اہتمام نہ کرنے کا اجازت نامہ نہیں سمجھ لینا چاہیے۔ یہ عبادتیں ہی ہیں جو ہماری دنیوی اور آخری زندگی میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنانے کی ضمانت بنیں گی۔

عید میں انسانیت کو بچانے کی فکر بھی ضروری ہے

عید کے موقع پر دنیا کی عمومی فکر بھی ہمیں کرنی چاہیے۔ اس کے لیے دعا بھی کرنی چاہیے۔ صرف اپنی خوشیوں میں ہی اطمینان نہ حاصل کرلیں۔ دنیا آج کل تباہی کی طرف جارہی ہے ہمیں اس کی فکر ہے اور ہونی چاہیے کہ انسانیت کو بچانا بھی ہمارا کام ہے۔ (ماخوذ از خطبہ عید الفطر حضور انور ایدہ اللہ فرمودہ 2 مئی 2022)

حقیقی عید اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری میں ہے

یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہی ہے کہ اس کی خاطر جو چند دن کے لیے ہم نے اپنے آپ کو جائز چیزوں سے روکا تھا اس نے اس کے بدلے میں آج عید کی خوشیاں دی ہیں...... یہ عید کا دن اس لیے رکھا گیا ہے تا کہ یہ اظہار ہوتا رہے کہ میری خاطر تمہاری جو تنگیاں اور تکلیفیں اور برداشت تھی اس کے بعد تمہیں خوشی مہیا کرتا ہوں۔ تو یہ عید کا دن ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام ہے کہ تمہارے ہر نیک عمل کا اللہ تعالیٰ ضرور تمہیں اجر دے گا اور اس سے تمہیں خوشی پہنچے گی۔ اس کے بدلے میں تمہارے لیے خوشی کے سامان مہیا ہوں گے۔ اس لیے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو، اس کے دیے ہوئے احکامات پر عمل کرتے رہو اور ان حکموں میں سے ایک حکم یہ بھی ہے کہ آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو، ایک دوسرے کا خیال رکھو۔ اگر اس طرح رہو گے تو وہ ہمیشہ تمہارے لیے خوشیوں اور عیدوں کے سامان پیدا فرماتا رہے گا۔

اُن لوگوں سے بھی آگے بڑھ کر گلے ملیں جن سے ناراضگیاں ہیں

اس عید کے دن جو ہر ایک کے لیے خوشی کا دن ہے اپنی خوشیوں کو اَور بڑھانے کے لیے ان لوگوں سے بھی آگے بڑھ کر گلے ملیں جن سے شکر رنجیاں ہیں، ناراضگیاں ہیں، تلخیاں ہیں۔ آپس میں بول چال بعضوں کی بند ہے، چاہے وہ دوست ہوں، عزیز ہوں یا دفتروں میں کام کرنے والے ہوں۔ میاں بیوی ہوں، ساس بہو ہوں، بہن بھائی ہوں تو جو بھی ہوں جب خدا کی خاطر اور جماعت کی مضبوطی کی خاطر ان ناراضگیوں کو دور کریں گے اور اپنے معاملات خدا پر چھوڑتے ہوئے صبر سے کام لیں گے تو اللہ تعالیٰ یہ اعلان فرما رہا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ان محبتوں کو پھیلانے کی وجہ سے نہ صرف ذاتی طور پر تم فائدہ اٹھاؤ گے بلکہ تمہاری یہ بات جماعتی مضبوطی کا بھی باعث بنے گی اور جب ہر ایک کو اس بات کا احساس ہو جائے گا تو یہی چیز عید کی بھی حقیقی خوشیوں کی ضامن بن جائے گی، حقیقی خوشیاں دینے والی بن جائے گی۔

اپنی عیدوں کو خدا کی کبریائی بیان کرتے ہوئے سجاؤ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا :

عید کے ضمن میں بھی مَیں ایک دو اَور باتیں بھی کرنا چاہتا ہوں۔ ایک حدیث ہے۔ روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی عیدوں کو خدا کی کبریائی بیان کرتے ہوئے سجاؤ۔ ایک اَور روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ تکبیر و تحلیل اور حمد وثنا کرتے ہوئے اور خدا کی تقدیس ظاہر کرتے ہوئے اپنی عیدوں کو زینت بخشو۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا :

تو عید کا دن صرف اچھے کپڑے پہن کر اچھے کھانے کھا کر گزارنے کا نام نہیں ہے بلکہ عید کے لیے عید گاہ میں آتے جاتے اور سارا دن بھی ذکر الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا میں صرف کرنا چاہیے۔ نمازوں کا بھی باقاعدہ خیال رکھنا چاہیے۔ نمازوں کی حاضری کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے جس طرح رمضان میں ہوتی رہی ہے۔

اصل عید تو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہی ہے
عید کی زینت کو بڑھانے کے لیے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا بہت ضروری ہے

ہماری اصل عید تو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہی ہے اور یہی آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ تمہاری عیدوں کی زینت صرف خوشیاں منانے میں نہیں ہے۔ یہ تہوار تو اَور لوگ بھی ڈھول ڈھمکے کر کے، باجے بجا کے مناتے ہیں۔ آج کل بھی یہاں بڑے پٹاخے بج رہے ہیں، ان کا کوئی دن ہے جو منائے جاتے ہیں، پچھلے دنوں میں منائے جا رہے تھے۔ بلکہ عید کی زینت کو بڑھانے کے لیے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا بہت ضروری ہے اور نہ صرف فرض نمازوں کی حاضری بلکہ راتوں کو زندہ کرنے والے کے لیے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشخبری دی ہے۔

جو شخص دونوں عیدوں کی راتوں میں عبادت کریگا تو اسکا دل ہمیشہ کیلئے زندہ کر دیا جائے گا

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص محض للہ دونوں عیدوں کی راتوں میں عبادت کرے گا تو اس کا دل ہمیشہ کے لیے زندہ کر دیا جائے گا اور اس کا دل اس وقت بھی نہیں مرے گا جب سب دنیا کے دل مر جائیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا :

دیکھیں کس قدر خوشخبری ہے ان لوگوں کے لیے جو عید کی راتوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے زندہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہر احمدی حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والا بن جائے۔ خدا کرے کہ یہ عید جماعت کے ہر فرد کے لیے خوشیوں کی خبریں لے کے آئے اور ہمیشہ ان خوشیوں سے حصہ پانے والے ہوں۔ (ماخوذ از خطبہ عید الفطر حضور انور ایدہ اللہ فرمودہ 14 نومبر 2004)

آمین، ثم آمین۔ یا ارحم الراحمین۔ اَے اللہ تُو ہمیں اِن ارشادات پر دل و جان سے عمل کی توفیق عطا فرما۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......

وہ عید آئے کہ آقا کی دید ہو جائے

منصورہ فضل منؔ قادیان

گلوں میں پھر سے بہارِ نوید ہو جائے
ہر ایک چھوٹا بڑا مستفید ہو جائے
خوشی سمیٹے ہوئے چاند رات آئی ہے
یہ ظلمتوں میں درخشاں امید ہو جائے
دلوں سے دور کریں نفرتوں کے سائے ہم
گلے ملیں تو محبت شدید ہو جائے
کبھی تو قرب خلافت کا یوں میسر ہو
وہ عید آئے کہ آقا کی دید ہو جائے
حقیقی عید کی خوشیاں نصیب ہوں سب کو
خدا کرے کہ یہ عید سعید ہو جائے

......☆......☆......☆......

عید مبارک

پیارے آقا سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور تمام احباب جماعت، اور قارئین اخبار بدر کو ادارہ کی طرف سے عید کی بہت بہت مبارکباد۔ اللہ کرے کہ یہ عید جماعت احمدیہ اور عالم اسلام کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت ہو ☆

خطبہ جمعہ

اگر ہم نے رمضان کا حقیقی فیض اٹھانا ہے تو ہمیں عبادتوں کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت اور اس پر غور کی طرف بھی خاص توجہ دینی چاہیے

ہمیں بھی اس مہینے میں خاص طور پر قرآن کریم کے پڑھنے سننے، اس کی تفسیر پڑھنے سننے کی طرف خاص توجہ دینی چاہیے
ایم ٹی اے پر بھی اس کے پروگرام آتے ہیں، درس بھی آتا ہے اس کی طرف بھی توجہ دیں

جب ہم قرآن کریم کی تلاوت کے ساتھ اس کا ترجمہ اور اس کی تفسیر پڑھیں گے اور سنیں گے تب ہی ہم ان احکامات کی اہمیت کو سمجھ سکتے ہیں جو اس میں بیان ہوئے ہیں انہیں اپنی زندگیوں کا حصہ بنا سکتے ہیں، اپنی زندگی کو قرآنی تعلیم کے مطابق ڈھال سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بن سکتے ہیں

قرآن شریف مستقل اور ابدی شریعت ہے

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت و استعداد اور عزم کا دائرہ چونکہ بہت ہی وسیع تھا اس لئے آپ کو جو کلام ملا وہ بھی اس پایہ اور رتبہ کا ہے کہ دوسرا کوئی شخص اس ہمت اور حوصلہ کا کبھی پیدا نہ ہوگا۔‘‘ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

قرآن شریف ساری تعلیموں کا مخزن ہے

قرآن کا ہر حکم اغراض اور مصالح سے پُر ہے

اس نظر سے ہمیں قرآن کریم پڑھنا اور سمجھنا چاہیے اور آزادی کے نام پر آجکل بچوں اور بڑوں کے ذہنوں کو بھی جو زہر آلود کیا جا رہا ہے اس سے بھی ہم بچ سکیں گے

ہم احمدیوں کو ہر وقت اپنے جائزے لیتے رہنا چاہیے کہ ہم کس حد تک قرآن کریم کی تعلیم کی حقیقت کو سمجھتے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں یا کر رہے ہیں

رمضان میں دعاؤں کی طرف بھی خاص توجہ دیں

اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہر احمدی کو ہر شر سے بچائے اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں جو ناقابل اصلاح ہیں ان کو عبرت کا نشان بنائے تا کہ دوسرے لوگ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے بن سکیں

دنیا کے لیے عمومی طور پر بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ جنگ کی آفت سے دنیا کو بچائے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پُر معارف ارشادات کی روشنی میں قرآن کریم کے فضائل، مقام و مرتبہ اور عظمت کا بیان

ہر احمدی کو ہر شر سے بچانے اور ناقابل اصلاح لوگوں کو عبرت کا نشان بنانے کے لیے رمضان المبارک میں خاص دعاؤں کی تحریک

مولانا منور احمد خورشید صاحب سابق مبلغ مغربی افریقہ، مکرم اقبال احمد منیر صاحب مربی سلسلہ پاکستان
اور سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ قادیان کی وفات۔ پر مرحومین کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 31/مارچ 2023ء بمطابق 31/امان 1402 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ -
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

آجکل ہم رمضان کے مہینے سے گذر رہے ہیں۔ ایک ایسا مہینہ ہے جس میں ایک روحانی ماحول بن جاتا ہے اور مومنوں کی جماعت میں یہ ماحول بننا چاہیے۔ اس مہینے میں روزوں کے ساتھ عبادتوں کی طرف زیادہ توجہ پیدا ہوتی ہے اور ہونی چاہیے۔ قرآن کریم پڑھنے، سننے کی طرف زیادہ توجہ پیدا ہوتی ہے اور اگر روزوں کا حقیقی فیض اٹھانا ہے تو عبادتوں کے ساتھ قرآن کریم پڑھنے سننے کی طرف زیادہ توجہ پیدا ہونی چاہیے اور رمضان کو تو قرآن کریم کے ساتھ خاص نسبت ہے یا قرآن کریم کو رمضان کے ساتھ نسبت بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ ۔ (البقرة:186) رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا ہے۔ وہ قرآن جو تمام انسانوں کے لیے ہدایت بنا کر بھیجا گیا ہے جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور الٰہی نشانات بھی۔

بعض معتبر روایات یہ بھی کہتی ہیں کہ چوبیسویں رمضان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلی وحی ہوئی۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الجزیہ جلد 9 صفحہ 317 حدیث 18649 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

(الاتقان فی علوم القرآن (مترجم) جلد اول صفحہ 122 مکتبۃ العلم لاہور)

اسی طرح ہر سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جبرئیل علیہ السلام قرآن کریم کا دَور رمضان میں مکمل کیا کرتے تھے اور آخری سال میں دو مرتبہ یہ دَور مکمل ہوا۔

(صحیح البخاری کتاب فضائل القرآن باب کان جبریل یعرض القرآن علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث 4998)

تو بہرحال قرآن کریم کی رمضان کے حوالے سے ایک خاص اہمیت ہے۔

پس ہمیں بھی اس مہینے میں خاص طور پر قرآن کریم کے پڑھنے سننے، اس کی تفسیر پڑھنے سننے کی طرف خاص توجہ دینی چاہیے۔ ایم ٹی اے پر بھی اس کے پروگرام آتے ہیں، درس بھی آتا ہے اس کی طرف بھی توجہ دیں۔

جب ہم قرآن کریم کی تلاوت کے ساتھ اس کا ترجمہ اور اس کی تفسیر پڑھیں گے اور سنیں گے تب ہی ہم ان احکامات کی اہمیت کو سمجھ سکتے ہیں جو اس میں بیان ہوئے ہیں انہیں اپنی زندگیوں کا حصہ بنا سکتے ہیں، اپنی زندگی کو قرآنی تعلیم کے مطابق ڈھال سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بن سکتے ہیں۔

پس اگر ہم نے رمضان کا حقیقی فیض پانا ہے تو ہمیں قرآنِ کریم کی تلاوت اور اس پر غور کی طرف بھی خاص توجہ دینی چاہیے۔ مساجد میں جہاں درسوں کا انتظام ہے وہاں درس بھی سننا چاہیے۔ قرآنِ کریم کی اہمیت، اس کے محاسن، اس کے روشن دلائل کے بارے میں اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خوب کھول کر ہمیں بتایا ہے۔ کچھ عرصے سے خطبات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے مَیں مختلف اقتباسات میں یہ بیان کر رہا ہوں۔ پس انہیں بار بار سننے اور پڑھنے اور ان پر غور کرنے کی ضرورت ہے تا کہ صحیح طور پر اس کا فہم و ادراک ہم اپنے اندر پیدا کر سکیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالے سے آج بھی میں کچھ اقتباسات پیش کروں گا۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ قرآن شریف مستقل اور ابدی شریعت ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''خدا تعالیٰ کی حکمتیں اور احکام دو قسم کے ہوتے ہیں بعض مستقل اور دائمی ہوتے ہیں، بعض آنی اور وقتی ضرورتوں کے لحاظ سے صادر ہوتے ہیں اگرچہ اپنی جگہ ان میں بھی ایک استقلال ہوتا ہے۔'' چاہے وقتی ضرورت کے لیے ہوں لیکن ہیں یہ مستقل۔ ''مگر وہ آنی ہی ہوتے ہیں۔ مثلاً سفر کے لئے نماز یا روزہ کے متعلق اَور احکام ہوتے ہیں اور حالت قیام میں اَور۔'' یعنی سفر میں مثلاً نماز ہے تو نمازوں کے جمع کرنے کے بارے میں یا قصر کرنے کے بارے میں اجازت ہے اور عام حالات میں نمازیں پوری پڑھنی چاہئیں۔ اسی طرح روزے ہیں سفروں میں نہیں رکھنے۔ عام حالات میں قیام میں روزے رکھنے ہر صحت مند کے لیے فرض ہیں۔ پھر فرمایا کہ مثلاً دوسرا ایک حکم یہ ہے کہ ''باہر جب عورت نکلتی ہے تو وہ برقع لے کر نکلتی ہے۔'' یہ ایک ایسا حکم ہے جو عورت کے لیے ایک خاص حالات میں ہے۔ ''گھر میں ایسی ضرورت نہیں ہوتی کہ برقع لے کر پھرتی رہے۔'' پردے کا حکم ہے تو گھر سے باہر پردے کا حکم ہے۔ پھر یہ بھی کہ کن کن سے پردہ کرنا ہے اور کن سے نہیں کرنا۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں۔ ''......توریت اور انجیل کے احکام آنی'' موازنہ کرتے ہوئے کہ وہ تو وقتی ہیں ''اور وقتی ضرورتوں کے موافق تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو شریعت اور کتاب لے کر آئے تھے وہ کتاب مستقل اور ابدی شریعت ہے اس لئے اس میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ کامل اور مکمل ہے۔ قرآن شریف قانونِ مستقل ہے اور توریت انجیل اگر قرآن شریف نہ بھی آتا تب بھی منسوخ ہو جاتیں کیونکہ وہ مستقل اور ابدی قانون نہ تھے۔'' (ملفوظات جلد 3 صفحہ 42 ایڈیشن 1984ء)

پس قرآن کریم کی یہ اہمیت کہ قرآن کریم کی ہدایات ہر طرح کے حالات کے مطابق ہیں، بڑی مکمل تعلیم ہے اور ہر زمانے کے لیے ہے۔ اعتراض کرنے والے مثلاً پردے کی جو مثال دی ہے اس پر بھی اعتراض کر دیتے ہیں کہ اس زمانے کے لحاظ سے پردہ ضروری نہیں ہے اور بعض دفعہ ہماری لڑکیاں بھی متاثر ہو جاتی ہیں لیکن خود ہی اس بات کو بھی یہ لوگ تسلیم کر رہے ہیں اور اس پہ بڑے بڑے مضامین لکھے جاتے ہیں کہ عورتوں کی تنظیموں نے بھی اب شور مچانا شروع کر دیا ہے، اخباروں میں بھی بعض دفعہ آنے لگ جاتا ہے کہ عورت مرد کا آپس میں جو اختلاط ہے یہ بسا اوقات بڑی قباحتیں پیدا کر رہا ہے اور اس کے لیے اب بعض لوگ سوچنے بھی لگ گئے ہیں کہ علیحدہ علیحدہ نظام ہونا چاہیے۔

پھر اپنے آنے کی غرض بیان فرماتے ہوئے اور قرآنِ کریم کی مستقل شریعت ہونے کے بارے میں آپؑ مزید فرماتے ہیں کہ ''اس بات کو بھی دل سے سنو کہ میرے مبعوث ہونے کی علّتِ غائی'' (میرا مقصد) ''کیا ہے؟ میرے آنے کی غرض اور مقصود صرف اسلام کی تجدید اور تائید ہے۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ میں اس لیے آیا ہوں کہ کوئی نئی شریعت سکھاؤں یا نئے احکام دوں یا کوئی نئی کتاب نازل ہوگی۔ ہرگز نہیں۔ اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے تو میرے نزدیک وہ سخت گمراہ اور بے دین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شریعت اور نبوت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اب کوئی شریعت نہیں آسکتی۔ قرآن مجید خاتم الکتب ہے۔ اس میں اب ایک شعشہ یا نقطہ کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات اور فیوضات اور قرآن شریف کی تعلیم اور ہدایت کے ثمرات کا خاتمہ نہیں ہو گیا۔ وہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود ہیں اور انہی فیوضات اور برکات کے ثبوت کے لیے خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے۔'' (ملفوظات جلد 8 صفحہ 245 ایڈیشن 1984ء) یعنی قرآنی تعلیم کو ہر ایک تو سمجھ نہیں سکتا۔ بعض باتیں ہیں جو تشریح طلب ہیں اور تفسیر چاہتی ہیں جن کو بیان کرنے کے لیے اس آخری زمانے میں آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ''قرآن شریف ایسا معجزہ ہے کہ نہ وہ اوّل مثل ہوا اور نہ آخر کبھی ہوگا۔'' نہ پہلے اس کی کوئی مثال ہے نہ بعد میں کوئی مل سکتی ہے۔ ''اس کے فیوض و برکات کا دَر ہمیشہ جاری ہے اور وہ ہر زمانہ میں اسی طرح نمایاں اور درخشاں ہے جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تھا۔ علاوہ اس کے یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہر شخص کا کلام اس کی ہمت کے موافق ہوتا ہے جس قدر اس کی ہمت اور عزم اور مقاصد عالی ہوں گے اسی پایہ کا وہ کلام ہوگا اور وحی الٰہی میں بھی یہی رنگ ہوتا ہے۔'' جس طرح عام آدمی کے علم کے مطابق کلام کرتا ہے اسی طرح وحی الٰہی کا بھی ایک مقام ہے۔ ''جس شخص کی طرف اس کی وحی آتی ہے جس قدر ہمت بلند رکھنے والا وہ ہوگا اسی پایہ کا کلام اسے ملے گا۔'' یہاں بھی یہ یاد رکھنا چاہیے کہ وحی کے بھی معیار ہیں، اللہ تعالیٰ کے پیغام کے بھی معیار ہیں۔ پھر فرمایا کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت و استعداد اور عزم کا دائرہ چونکہ بہت ہی وسیع تھا اس لئے آپ کو جو کلام ملا وہ بھی اس پایہ اور رتبہ کا ہے کہ دوسرا کوئی شخص اس ہمت اور حوصلہ کا کبھی پیدا نہ ہوگا۔'' (ملفوظات جلد 3 صفحہ 57 ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ''تعلیم قرآنی کا دامن بہت وسیع ہے۔ وہ قیامت تک ایک ہی لاتبدیل قانون ہے اور ہر قوم اور ہر وقت کے لیے ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (الحجر: 22)۔ یعنی ہم اپنے خزانوں میں سے بقدر معلوم نازل کرتے ہیں۔'' فرمایا کہ ''انجیل کی ضرورت (صرف) اسی قدر تھی اس لئے انجیل کا خلاصہ (صرف) ایک صفحہ میں آسکتا ہے لیکن قرآن کریم کی ضرورتیں تھیں سارے زمانہ کی اصلاح۔'' ہر زمانے کی اصلاح کرنا۔ ''قرآن کا مقصد تھا وحشیانہ حالت سے انسان بنانا، انسانی آداب سے مہذب انسان بنانا۔ تا شرعی حدود اور احکام کے ساتھ مرحلہ طے ہو۔ اور پھر باخدا انسان بنانا۔ گو یہ لفظ مختصر ہیں مگر ان کے ہزار ہا شعبے ہیں۔ چونکہ یہودیوں، طبیعیوں، آتش پرستوں اور مختلف اقوام میں بدروشی کی روح کام کر رہی تھی اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باعلام الٰہی'' یعنی اللہ تعالیٰ سے جو علم دیا گیا اس کے مطابق ''سب کو مخاطب کر کے فرمایا۔ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا (الاعراف: 159)۔'' کہہ دے کہ اے انسانو! یقیناً میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ ''اس لئے ضروری تھا کہ قرآن شریف ان تعلیمات کا جامع ہوتا جو وقتاً فوقتاً جاری رہ چکی تھیں اور ان تمام صداقتوں کو اپنے اندر رکھتا جو آسمان سے مختلف اوقات میں مختلف نبیوں کے ذریعے سے زمین کے باشندوں کو پہنچائی گئی تھیں۔'' یعنی پرانی باتیں جو تھیں حالات کے مطابق ان کو بھی اپنے اندر رکھتا۔ یہ قرآنِ کریم میں ہے۔ اور فرمایا ''قرآن کریم کے مدنظر تمام نوع انسان تھا، نہ کوئی خاص قوم اور ملک اور زمانہ۔ اور انجیل کے مدنظر (صرف) ایک خاص قوم تھی اسی لئے مسیح علیہ السلام نے بار بار کہا کہ ''میں اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی تلاش میں آیا ہوں۔'' (ملفوظات جلد 1 صفحہ 86 ایڈیشن 1984ء)

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ اعلان کہ مَیں سب دنیا کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں یہ اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ قرآنِ کریم تمام دنیا کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے۔ پرانی قوموں کے لیے بھی ان کے حالات کے مطابق ان کو بتا دیا، نئے آنے والوں کے لیے بھی اس میں احکام آ گئے اور یہی ایک ابدی شریعت ہے اس کے علاوہ اَور کوئی شریعت نہیں جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری ہو۔

اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ قرآن شریف ساری تعلیموں کا مخزن ہے، ایک خزانہ ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں: ''قرآنِ شریف حکمت ہے اور مستقل شریعت ہے اور ساری تعلیموں کا مخزن ہے اور اس طرح پر قرآنِ شریف کا پہلا معجزہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے اور پھر دوسرا معجزہ قرآن شریف کا اس کی عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں چنانچہ سورۂ فاتحہ اور سورۂ تحریم اور سورۂ نور میں کتنی بڑی عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی ساری پیشگوئیوں سے بھری ہوئی ہے۔ ان پر اگر ایک دانشمند آدمی خدا سے خوف کھا کر غور کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ کس قدر غیب کی خبریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی ہیں۔ کیا اس وقت جبکہ ساری قوم آپؐ کی مخالف تھی اور کوئی ہمدرد اور رفیق نہ تھا یہ کہنا کہ سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (القمر: 46)۔ چھوٹی بات ہو سکتی تھی۔'' یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی جماعت کو شکست دی جائے گی اور وہ پیٹھ پھیر کے بھاگ جائے گی۔ فرمایا یہ کوئی چھوٹی بات ہو سکتی ہے۔ ''اسباب کے لحاظ سے تو ایسا فتویٰ دیا جاتا تھا کہ ان کا خاتمہ ہو جاوے گا۔'' اگر ایسے سامان موجود ہوں تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کا خاتمہ ہو جائے گا ''مگر آپؐ ایسی حالت میں اپنی کامیابی اور دشمنوں کی ذلت اور نامرادی کی پیشگوئیاں کر رہے ہیں اور آخر اسی طرح وقوع میں آتا ہے۔''

یہ پیشگوئی جس کا قرآنِ کریم میں ذکر ہے یہ آپؐ کو خدا تعالیٰ نے مکہ میں عطا فرمائی تھی اور وہ بھی ابتدائی حالات میں جبکہ آپؐ کے مکہ مکرمہ میں انتہائی کمزوری کے حالات تھے اور پھر پیشگوئی پوری کس طرح ہوئی۔ جنگِ احزاب میں عام طور پر ہم دیکھتے ہیں اس کو وہیں منطبق کیا جاتا ہے، اَور جگہوں پہ بھی ہے کہ جب کفار کا بھاری لشکر مسلمانوں کو پیٹھ دکھا کے بھاگ گیا۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں ''پھر تیرہ سو سال کے بعد قائم ہونے والے سلسلہ کی اور اس وقت کے آثار و علامات کی پیشگوئیاں کیسی عظیم الشان اور لانظیر ہیں۔'' یعنی مسیح موعودؑ کے زمانے کی پیشگوئیاں۔ فرمایا کیسی عظیم الشان ہیں۔ کئیوں کا مَیں پچھلے خطبے میں ذکر کر چکا ہوں جو ابھی تک کس شان سے پوری ہو رہی ہیں۔ فرمایا ''دنیا کی کسی کتاب کی پیشگوئیوں کو پیش کرو۔ کیا مسیح کی پیشگوئیاں ان کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 43-44 ایڈیشن 1984ء)

پھر قرآنِ کریم کے محاسن بیان فرماتے ہوئے کہ قرآن کا ہر حکم معلل باغراض ہے آپؑ فرماتے ہیں: ''یہ خوبی قرآنی تعلیم میں ہے کہ اس کا ہر ایک حکم مُعَلَّلْ بِاَغْرَاض وَمَصَالِح ہے۔'' یعنی اغراض اور مصالح سے پُر ہے۔ اس کا مقصد ہے۔ ''اور اس لئے جا بجا قرآن کریم میں تاکید ہے کہ عقل، فہم، تدبر، فقاہت اور ایمان سے کام لیا جائے۔'' فقاہت یہ ہے کہ عقل اور سوچ سے کام لو اور ایمان سے کام لو۔ ایمان بھی ضروری ہے۔ ''اور قرآنِ مجید اور دوسری کتابوں میں یہی مابہ الامتیاز ہے اور کسی کتاب نے اپنی تعلیم کو عقل اور تدبر کی دقیق اور آزاد نکتہ چینی کے آگے ڈالنے کی جرأت ہی نہیں کی۔''

آپؑ نے انجیل کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ ''انجیل خاموش کے چالاک اور عیّار حامیوں نے اس خیال سے کہ انجیل کی تعلیم عقلی زور کے مقابل بے جان محض ہے نہایت ہوشیاری سے اپنے عقائد میں اس امر کو داخل کر لیا کہ تثلیث اور کفارہ ایسے راز ہیں کہ انسانی عقل ان کی کنہ تک نہیں پہنچ سکتی۔'' بہت گہرا علم ہے اس تک تم پہنچ نہیں سکتے۔ اس لیے جہاں جس طرح کہا جاتا ہے اس کو قبول کر لو لیکن ''برخلاف اس کے فرقانِ حمید کی یہ تعلیم ہے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ۔ (آل عمران: 191-192) یعنی آسمانوں کی بناوٹ اور زمین کی بناوٹ اور رات اور دن کا آگے پیچھے آنا دانشمندوں کو اس اللہ کا صاف پتہ دیتے ہیں۔ جس کی طرف مذہب اسلام دعوت دیتا ہے۔ اس آیت میں کس قدر صاف حکم ہے کہ دانشمند اپنی دانشوں اور مغزوں سے بھی کام لیں۔'' (ملفوظات جلد 1 صفحہ 62-63 ایڈیشن 1984ء) غور کرو۔

پھر قرآن شریف کے بارے میں یہ فرماتے ہوئے کہ ایک محفوظ کتاب ہے اور یہ بھی کہ تعلیمِ قرآن کی جو شہادت ہے وہ قانون قدرت کی زبان سے ادا ہوتی ہے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِیْمٌ فِیْ كِتٰبٍ

مَّكۡنُوۡنٍ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الۡمُطَهَّرُوۡنَ (الواقعہ:78 تا 80)۔'' یقیناً یہ ایک عزت والا قرآن ہے ایک چُھپی ہوئی کتاب میں یعنی کہ اس میں محفوظ چیز ہے۔کوئی اسے چھو نہیں سکتا سوائے پاک کیے ہوئے لوگوں کے۔فرمایا'' بلکہ یہ سارا صحیفہ قدرت کے مضبوط صندوق میں محفوظ ہے۔کیا مطلب کہ یہ قرآن کریم ایک چھپی ہوئی کتاب میں ہے۔اس کا وجود کاغذوں تک ہی محدود نہیں بلکہ وہ ایک چھپی ہوئی کتاب میں ہے جس کو صحیفۂ فطرت کہتے ہیں۔یعنی قرآن کی ساری تعلیم کی شہادت قانونِ قدرت کے ذرہ ذرہ کی زبان سے ادا ہوتی ہے۔اس کی تعلیم اور اس کی برکات کتھا کہانی نہیں جو مٹ جائیں۔'' (ملفوظات جلد 1 صفحہ 64-65 ایڈیشن 1984ء)

بلکہ جو اسے سمجھے گا،عمل کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل بھی کرے گا۔لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس کے اسرار، اس کی گہرائی پاک لوگوں پر ہی کھلتی ہے اور اس کے لیے پاک لوگوں کی صحبت سے فیضیاب ہونے کی بھی ضرورت ہے اور اس زمانے میں یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے علم سے فیض پا کر آپ نے جو بیان فرمایا اس کو ہمیں دیکھنا چاہیے،غور کرنا چاہیے اور وہی تفسیریں جو ہیں وہ آگے آپ کے علم کے مطابق ہی جماعت احمدیہ میں جو لٹریچر ہے اس میں بیان ہوتی ہیں۔

قرآنِ کریم کا نام ''ذکر'' کیوں رکھا گیا ہے اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''قرآنِ کریم کا نام ذِکر رکھا گیا ہے اس لئے کہ وہ انسان کی اندرونی شریعت یاد دلاتا ہے۔'' پھر فرمایا ''......قرآن کوئی نئی تعلیم نہیں لایا بلکہ اس اندرونی شریعت کو یاد دلاتا ہے جو انسان کے اندر مختلف طاقتوں کی صورت میں رکھی ہے۔حلم ہے، ایثار ہے،شجاعت ہے، جبر ہے،غضب ہے،قناعت ہے وغیرہ۔غرض جو فطرت باطن میں رکھی تھی قرآن نے اسے یاد دلایا۔جیسے فِيۡ كِتٰبٍ مَّكۡنُوۡنٍ۔ (الواقعہ:79) یعنی صحیفۂ فطرت میں کہ جو چھپی ہوئی کتاب تھی اور جس کو ہر ایک شخص نہ دیکھ سکتا تھا'' اس کو یاد دلایا۔پس اس نظر سے بھی ہمیں قرآن پڑھنا چاہیے۔قرآن شریف انسان کی جو فطرتی صلاحیتیں ہیں ان کی فطرت صحیحہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔پس اس حقیقی فطرت کو جس سے آجکل خاص طور پر انسان دُور ہٹ رہا ہے قرآن شریف اس کو نکال کے بیان کرتا ہے اور اس دور ہٹنے کی وجہ سے ہی ہم دیکھتے ہیں کہ اس زمانے میں بعض غیر اخلاقی اور غیر فطری قانون بنانے کی طرف رجحان پیدا ہو رہا ہے۔انسان اسے بگاڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن پر غور کرو، تدبر کرو۔اس پر عمل تمہیں انسانی فطرت کے اعلیٰ معیار دکھائے گا۔پس اس پہ غور کرنا ضروری ہے اور اس نظر سے ہمیں قرآن کریم پڑھنا اور سمجھنا چاہیے اور پھر آزادی کے نام پر آجکل بچوں اور بڑوں کے ذہنوں کو جو زہر آلود کیا جا رہا ہے اس سے بھی ہم بچ سکیں گے۔بہت سارے والدین بھی سوال کرتے ہیں کہ بچے سکولوں سے جو سیکھ کے آتے ہیں اس کا کس طرح جواب دیں؟ ہم اگر غور کر کے پڑھیں،تفسیر پڑھیں، جماعت کا لٹریچر پڑھیں جو قرآن کریم کے احکامات کی روشنی میں ہی ہے تو پھر بچوں کے جواب بھی والدین دے سکتے ہیں۔

پھر فرمایا: ''اسی طرح اس کتاب کا نام ذِکر بیان کیا تا کہ وہ پڑھی جاوے تو وہ اندرونی اور روحانی قوتوں اور اس نورِ قلب کو جو آسمانی ودیعت انسان کے اندر ہے، یاد دلاوے۔غرض اللہ تعالیٰ نے قرآن کو بھیج کر بجائے خود ایک روحانی معجزہ دکھایا۔'' بار بار پڑھو تو یہ تمہیں یاد دلاتا رہے گا۔''تا کہ انسان ان معارف اور حقائق اور روحانی خوارق کو معلوم کرے جن کا اسے پتہ نہ تھا مگر افسوس کہ قرآن کی اس علّتِ غائی کو چھوڑ کر جو هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ (البقرۃ:3) ہے اس کو صرف چند قصص کا مجموعہ سمجھا جاتا ہے اور نہایت بے پروائی اور خود غرضی سے مشرکینِ عرب کی طرح اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ کہہ کر ٹالا جاتا ہے۔'' فرمایا کہ ''وہ زمانہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا اور قرآن کے نزول کا۔جب وہ دنیا سے گمشدہ صداقتوں کو یاد دلانے کے لئے آیا تھا۔اب وہ زمانہ آ گیا جس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی کی تھی کہ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے حلق سے نیچے قرآن نہ اترے گا۔'' یہی ہم دیکھتے ہیں بیشمار قاری ہیں بیشمار پڑھنے والے ہیں لیکن عمل کوئی نہیں۔فرمایا: ''سو اب تم ان آنکھوں سے دیکھ رہے ہو کہ لوگ قرآن کیسی خوش الحانی اور عمدہ قراءت سے پڑھتے ہیں لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں گزرتا۔'' عمل کوئی نہیں۔''اس لئے جیسے قرآن کریم جس کا دوسرا نام ذِکر ہے اس ابتدائی زمانہ میں انسان کے اندر چھپی ہوئی اور فراموش شدہ صداقتوں اور ودیعتوں کو یاد دلانے کے لئے آیا تھا۔اللہ تعالیٰ کے اس وعدۂ واثقہ کی رو سے کہ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10)۔اس زمانہ میں بھی آسمان سے ایک معلم آیا جو اٰخَرِيۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا يَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ (الجمعہ:4) کا مصداق اور موعود ہے وہ وہی ہے جو تمہارے درمیان بول رہا ہے۔'' (ملفوظات جلد 1 صفحہ 60 ایڈیشن 1988ء) اپنے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا۔کاش کہ مسلمان عقل کریں اور اس شخص کی جسے خدا تعالیٰ نے بھیجا ہے بات سنیں۔اپنے اندرونے دیکھیں۔زمانے کی ضرورت دیکھیں۔مسلمانوں کے عمومی حالات دیکھیں۔صرف ظاہری فتووں پر زور دے کر اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش نہ کریں۔قرآن کریم کی حقیقت کو سمجھیں۔بہرحال ہم احمدیوں کو اپنے ہر وقت جائزے لیتے رہنا چاہیے کہ ہم کس حد تک قرآن کریم کی تعلیم کی حقیقت کو سمجھتے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں یا کر رہے ہیں۔

پھر یہ بات بیان فرماتے ہوئے کہ قرآن شریف علوم حقّہ سے واقف کرنا چاہتا ہے آپؑ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ جیسے یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس سے ڈریں ویسے ہی یہ بھی چاہتا ہے کہ لوگوں میں علوم کی روشنی پیدا ہووے'' صرف ڈر نہیں بلکہ علوم کی روشنی بھی پیدا ہو''اور اس سے وہ معرفت کی منزلوں کو طے کر جاویں۔'' کیوں پیدا ہو، تا کہ معرفت پیدا ہو۔سوچیں وسیع ہوں'' کیونکہ علومِ حقہ سے واقفیت جہاں ایک طرف سچی خشیت پیدا کرتی ہے وہاں دوسری طرف ان علوم سے خدا پرستی پیدا ہوتی ہے۔'' ایک مومن جب اس طرح سوچتا ہے،قرآن شریف پہ غور کرتا ہے اور علوم حاصل جو دنیاوی علوم ہیں ان کو بھی قرآن کریم پر پرکھتا ہے تو معرفت بھی پیدا ہوتی ہے، خدا تعالیٰ کا خوف بھی پیدا ہوتا ہے۔خشیت پیدا ہوتی ہے۔فرمایا لیکن ''بعض بدقسمت ایسے بھی ہیں جو علوم میں منہمک ہو کر قضاء وقدر سے دُور جا پڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے وجود پر ہی شکوک پیدا کر بیٹھتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو قضاء وقدر کے قائل ہو کر علوم ہی سے دستبردار ہو جاتے ہیں۔'' یا تو ایک طرف یہ ہے کہ دنیاوی علم کے نام پر، نئے علم کے نام پر خدا تعالیٰ کو بھول گئے یا دوسرے اللہ تعالیٰ کی طرف آنے کے نام پہ علوم سے گھبرا گئے اور اسے چھوڑ دیا اور کہہ دیا یہ غلط ہے۔فرمایا ''مگر قرآنِ شریف نے دونوں تعلیمیں دی ہیں اور کامل طور پر دی ہیں۔قرآن شریف علومِ حقہ سے اس لئے واقف کرنا چاہتا ہے اور اس لئے ادھر انسان کو متوجہ کرتا ہے کہ اس سے خشیتِ الٰہی پیدا ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کی معرفت میں جوں جوں ترقی ہوتی ہے اسی قدر خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس سے محبت پیدا ہوتی جاتی ہے اور انسان کو قضاء وقدر کے نیچے رہنے کی اس لئے تعلیم دیتا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل اور بھروسہ کی صفت پیدا ہو اور وہ راضی برضا رہنے کی حقیقت سے آشنا ہو کر ایک سچی سکینت اور اطمینان جو نجات کا اصل مقصد اور منشاء ہے حاصل کرے۔'' (ملفوظات جلد 1 صفحہ 223-224 ایڈیشن 1984ء)

پھر فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے سچے علوم کا منبع اور سرچشمہ قرآن شریف میں اس امت کو دیا ہے۔جو شخص ان حقائق اور معارف کو پالیتا ہے جو قرآنِ شریف میں بیان کئے گئے ہیں اور جو محض حقیقی تقویٰ اور خشیۃ اللہ سے حاصل ہوتے ہیں اسے وہ علم ملتا ہے جو اس کو انبیاء بنی اسرائیل کا مثیل بنا دیتا ہے۔ہاں یہ بات بالکل سچ ہے کہ ایک شخص کو جو ہتھیار دیا گیا ہے اگر وہ اس سے کام نہ لے تو یہ اس کا اپنا قصور ہے نہ کہ اس ہتھیار کا۔اس وقت دنیا کی یہی حالت ہو رہی ہے۔مسلمانوں نے باوجودیکہ قرآنِ شریف جیسی بے مثل نعمت ان کے پاس تھی جو ان کو ہر گمراہی سے نجات بخشتی اور ہر تاریکی سے نکالتی ہے لیکن انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور اس کی پاک تعلیموں کی کچھ پروا نہ کی۔نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اسلام سے بالکل دور جا پڑے ہیں۔'' (ملفوظات جلد 1 صفحہ 349 ایڈیشن ۱۹۸۴ء)

پس جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا مسلمان قرآن کریم کی عظیم تعلیم سے دُور ہو کر فقط نام کے مسلمان ہیں۔مختلف وقتوں میں لوگ سوشل میڈیا پر بعض چھوٹے چھوٹے پروگرام یا کلپ دکھاتے رہتے ہیں، جو لوگوں کا انٹرویو لیتے ہیں جس سے پتا چلتا ہے کہ اسلام کی بنیادی تعلیم اور تاریخ کا ان کو پتا ہی نہیں۔پس مولوی کے کہنے پر ناموس رسالت یا قرآن یا صحابہ کے نام پر جماعت احمدیہ کے خلاف نعرے لگانے اور نقصان پہنچانے کی کوشش ہے۔بنگلہ دیش سے مجھے کسی نے لکھا کہ جب جلوس آیا، انہوں نے حملہ کیا تو ایک لڑکا اٹھا کے شاید پتھر مار رہا تھا۔اسے ہمارے احمدی نے کہا تم یہ کر کیا رہے ہو؟ یہ قرآن میں لکھا ہے؟ یہ اسلام کی تعلیم ہے؟ بتاؤ کہاں ہے؟ ہم تو کلمہ پڑھنے والے ہیں۔اس نے فوراً وہیں پتھر نیچے پھینک دیا۔تو وہ تو مولوی جو جوش دلاتے ہیں اس کے مطابق وہ کام کرنے لگ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان شریروں کے شر سے ہمیں محفوظ رکھے اور ہمیں یہ توفیق دے کہ ہم اس رمضان میں بھی اور بعد میں بھی قرآن کریم کو سمجھنے، سیکھنے اور عمل کرنے والے ہوں۔اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کی غلاظتوں سے بھی بچا کے رکھے۔

رمضان میں دعاؤں کی طرف بھی خاص توجہ دیں پہلے بھی میں نے کہا تھا۔اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہر احمدی کو ہر شر سے بچائے اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں جو ناقابل اصلاح ہیں ان کو عبرت کا نشان بنائے تا کہ دوسرے لوگ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے بن سکیں۔دنیا کے لیے عمومی طور پر بھی دعا کریں۔اللہ تعالیٰ جنگ کی آفت سے دنیا کو بچائے۔

اب میں بعض مرحومین کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس میں سب سے پہلے ہمارے ایک مربی سلسلہ،مبلغ سلسلہ ہیں جو انتہائی وفا سے اپنے وقف کو نبھانے والے تھے۔بڑے عاجز انسان تھے اور بڑا لمبا عرصہ ان کو خدمت کی توفیق ملی اور انہوں نے خدمت کا حق ادا کیا۔

ان کا نام منور احمد خورشید صاحب ہے۔مغربی افریقہ میں مبلغ سلسلہ تھے۔گذشتہ دنوں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ان کے خاندان میں احمدیت ان کے دادا حضرت میاں عبدالکریم صاحب کے ذریعے سے آئی تھی جنہوں نے 1903ء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کرم دین والے مقدمے میں جہلم

ارشاد باری تعالیٰ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا يَسۡخَرۡ قَوۡمٌ مِّنۡ قَوۡمٍ عَسٰۤى اَنۡ يَّكُوۡنُوۡا خَيۡرًا مِّنۡهُمۡ وَلَا نِسَآءٌ مِّنۡ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنۡ يَّكُنَّ خَيۡرًا مِّنۡهُنَّ ۚ ترجمہ :: اے مومنو کوئی قوم کسی قوم سے اسے حقیر سمجھ کر ہنسی مذاق نہ کرے ممکن ہے کہ وہ اُن سے اچھی ہو اور نہ (کسی قوم کی) عورتیں دوسری (قوم کی) عورتوں کو حقیر سمجھ کر اُن سے ہنسی ٹھٹھا کیا کریں۔ممکن ہے کہ وہ (دوسری قوم یا حالات والی) عورتیں اُن سے بہتر ہوں۔ (الحجرات:12)

طالبِ دعا : مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت،صوبہ جموں کشمیر)

ارشاد باری تعالیٰ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اجۡتَنِبُوۡا كَثِيۡرًا مِّنَ الظَّنِّ ۖ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوۡا وَلَا يَغۡتَبْ بَّعۡضُكُمۡ بَعۡضًا ترجمہ : اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچے رہا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ بن جاتے ہیں، اور تجسس سے کام نہ لیا کرو اور تم میں سے بعض،بعض کی غیبت نہ کیا کریں۔(الحجرات:12)

طالب دعا : شیخ دیدار احمد صاحب،فیملی و مرحومین (جماعت احمدیہ کیرنگ،صوبہ اڈیشہ)

تشریف لے گئے تھے اس وقت بیعت کی تھی۔ مولوی خورشید صاحب کے والدین کے ہاں جو بھی اولاد ہوتی تھی وہ بیمار ہو کے فوت ہو جاتی تھی۔ جب آپ کی پیدائش ہوئی تو آپ بیمار ہو گئے۔ کوئی رستہ نظر نہیں آتا تھا تو ان کے دادا میاں عبدالکریم صاحب جو صحابی تھے انہوں نے فیصلہ کیا کہ اس بچے کو خدا کی راہ میں وقف کر دیا جائے۔ کہتے ہیں اس لیے کہ اگر خدا کو ضرورت ہوئی تو خود ہی بچا لے گا۔ بہرحال اس دوران ایک طبیب گاؤں میں آیا جو کسی دُور کے گاؤں کا رہنے والا تھا اس نے علاج کیا اور اللہ تعالیٰ نے معجزانہ رنگ میں ان کو شفا دی۔ ان کے سسر محمد خان درویش صاحب نے بھی ان کے بارے میں خواب دیکھی تھی کہ آپ ایک بہت بلند اور روشن مینار پر ہیں اور ان درویش صاحب کو بتایا گیا کہ آپ احمدیت کے مینار کو بہت روشن کریں گے اور احمدیت کی خدمت کی بہت توفیق پائیں گے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق دی۔

جامعہ سے فارغ ہوئے، کچھ عرصے تک پاکستان میں رہے۔ پھر 1983ء میں یہ افریقہ چلے گئے۔ گیمبیا میں اور سینیگال وغیرہ میں ان کی لمبے عرصے کی خدمات ہیں۔ سینیگال میں، گیمبیا میں بطور امیر کے بھی ان کو خدمت کی توفیق ملی۔ پھر بیماری کی وجہ سے 2005ء میں یہاں یوکے آگئے تھے لیکن جب تک وہاں کوئی باقاعدہ مربی نہیں چلا گیا اور باقاعدہ نظام قائم نہیں ہو گیا یہ یہاں سے بھی سینیگال جماعت کا نظام چلاتے رہے۔ پھر اس عرصے میں یہ 2008ء سے 2012ء تک جامعہ یوکے میں بطور استاد کے بھی خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ جہاں بھی موقع ملا انہوں نے بڑا اعلیٰ کام کیا۔ بہت سی بیعتوں کی ان کو سعادت ملی۔ چالیس پارلیمانی ممبران نے ان کے ذریعے سے احمدیت قبول کی اور اس کامیابی پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ کے خطاب میں ان کو ’’فاتح سینیگال‘‘ کے خطاب سے بھی نوازا۔ جلسہ سالانہ جرمنی میں ایک دفعہ یہ پندرہ ممبران اسمبلی کو لے کے آئے۔ پھر جو پاما (PAMA) ایوارڈ ہیں جو مختلف مربیان کے لیے مقرر کیے ہوئے ہیں وہ عبدالرحیم نیر صاحب کا ایوارڈ ان کو بھی ملا۔ میرے کہنے پہ یہ سپین بھی جاتے رہے۔ وہاں جو افریقی آباد ہیں ان میں تبلیغ کی اور بڑا اچھا کام کیا۔ بہت بیعتیں وہاں ہوئی ہیں۔ انصار اللہ برطانیہ کے تحت آن لائن تعلیم القرآن کلاس بھی لیتے رہے۔ وفات تک یہ کام جاری رہا۔ ان کے پسماندگان میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں اور اہلیہ ہیں۔ ایک بیٹے ان کے یہاں یوکے میں ہی مربی سلسلہ ہیں۔

داؤد حنیف صاحب جو آجکل جامعہ کینیڈا کے پرنسپل ہیں وہ بھی افریقہ میں گیمبیا میں امیر جماعت تھے جب یہ وہاں گئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ 1983ء سے 1994ء تک ان کے ساتھ خدمت کا موقع ملا اور مبلغ کے ساتھ ساتھ یہ سکول میں اسلامیات بھی پڑھاتے تھے۔ کہتے ہیں سینیگال میں تبلیغ کے جو حالات تھے وہ ایسے تھے کہ وہاں آسانی سے تبلیغ نہیں کی جاسکتی، بڑے مشکل حالات تھے۔ کہتے ہیں قصبہ فرافینی میں 1985ء کے آخر میں ان کو تبدیل کیا گیا جو سینیگال کے بارڈر پر واقع ہے۔ یہاں رہ کر سینیگال میں قیام احمدیت کا جو منصوبہ تھا اس کو کامیاب کرنا مقصد تھا۔ بڑا مشکل کام تھا۔ سینیگالی حکومت کسی پاکستانی کو ویزہ نہیں دیتی تھی لیکن مولوی منور خورشید صاحب میں یہ ملکہ تھا کہ لوگوں میں گھل مل جاتے تھے اور تعلقات بڑی اچھی طرح بناتے تھے۔ پھر ان کو فرانسیسی زبان بھی کسی قدر آتی تھی۔ اس لیے جب ان کا وہاں تعین کیا گیا تو جلد انہوں نے وہاں بارڈر پر افسران سے تعلقات قائم کیے۔ پھر ان تعلقات کی وجہ سے سینیگال آنا جانا شروع کر دیا اور پھر وہاں ایک پرائمری سکول کے ہیڈ ماسٹر کے ذریعے سے انہوں نے مزید فرنچ زبان سیکھنی شروع کر دی کیونکہ انہوں نے وہاں کے لوکل افسران سے اجازت لے لی تھی کہ مَیں یہاں ان کے ہیڈ ماسٹر عبدالسلام باری صاحب کے ساتھ بیٹھ کے فرنچ سیکھ سکتا ہوں۔ بہرحال یہ ایک کامیابی تھی اور اس طرح وہ وقفے وقفے سے سینیگال جاتے رہے۔ پھر ایک خاص قسم کا پاس (pass) تھا وہ ان کو مل گیا جس کے تحت گیمبیا کی گاڑیوں میں سینیگال جایا جاسکتا تھا۔ اس میں یہ لٹریچر لے جاتے، وہاں تبلیغ کرتے اور اس کے ذریعے سے انہوں نے بہت ساری بیعتیں کروائیں۔ کاؤلک ریجن جو تھا وہاں مختلف احمدی پہلے ہی تھے۔ وہاں ایک لوکل مبلغ تھے حامد امبئی صاحب ان کے ساتھ مل کے پھر انہوں نے کام کیا اور مبلغین کے ذریعہ وہاں مزید جماعتیں پھیلیں۔ وہاں ایک تو سڑکیں نہیں تھیں ٹوٹی سڑکیں افریقہ میں یا کچی سڑکیں دوسرے بعض جگہ سڑکیں ہوتی نہیں تھیں لیکن یہ دُور دراز علاقوں میں موٹر سائیکل پہ پہنچ جاتے تھے اور موٹر سائیکل کا بھی راستہ ایسا تھا کہ جھاڑیاں ان پگڈنڈیوں کے اتنی قریب آئی ہوتی تھیں کہ ان کی ٹانگیں لہولہان ہو جاتی تھیں لیکن کبھی انہوں نے پروا نہیں کی اور اپنے کام میں مگن رہتے تھے۔

پھر داؤد حنیف صاحب یہ لکھتے ہیں کہ شروع میں تو یہ بڑا مشکل کام تھا۔ بڑی احتیاط سے ہم تبلیغ کرتے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ جب تعلقات بن گئے، جماعت کا تعارف ہو گیا اور یہ باتیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام احیائے اسلام کے لیے مبعوث ہوئے ہیں لوگوں کو پہنچانی شروع کر دیں اور افسران کو بھی یہ پیغام پہنچنے لگا تو پھر کافی آزادی سے ان کا سینیگال میں آنا جانا شروع ہو گیا۔ باقاعدہ دورے کرتے تھے اور پھر اسی طرح کاؤلک ریجن میں اکثر آبادیوں میں جماعت کا نفوذ ہو گیا۔ متعدد جماعتیں بن گئیں۔ ان میں اضافہ بھی ہونے لگا۔ اور موٹر سائیکل کا تو میں نے ذکر کیا ہے، بعض جگہ گاؤں ایسے بھی تھے جہاں موٹر سائیکل وغیرہ بھی کوئی available نہیں تھے تو ریڑھوں پہ، گدھا گاڑیوں پہ بیٹھ کے انہوں نے لمبا لمبا سفر کیا اور مختلف گاؤں میں پہنچے بلکہ آجکل کے بعض مبلغین نے لکھا ہے کہ اب ہم جب وہاں گئے تو وہاں کے لوگوں نے بتایا کہ یہاں بہت پہلے مولانا منور خورشید صاحب ہمارے پاس آیا کرتے تھے اور بڑے مشکل حالات میں آیا کرتے تھے اور وہاں جا کے یہ رہتے تھے، تبلیغ کرتے تھے۔ راتیں بھی وہیں لوگوں میں گزارتے تھے اور خوراک بھی ان کی ابلی ہوئی چڑی یا باجرہ ابال کے پانی کے ساتھ کھا لیا۔ بس یہی ان کی غذا ہوتی تھی اور پھر تبلیغ کرتے ہوئے آگے بڑھ جاتے تھے کبھی انہوں نے یہ پروا نہیں کی کہ رہائش کی کوئی اچھی جگہ ہے کہ نہیں۔ کھانا ملتا ہے کہ نہیں ملتا۔ جہاں جو جگہ میسر آئی رہ گئے اور جو کھانے کو ملا کھا لیا اور اس طرح لوگوں میں یہ بڑے ہر دلعزیز ہوئے۔ تبلیغ بھی بڑی اچھی طرح کی۔

جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے یہ رؤیا دیکھی تھی کہ فرنچ سپیکنگ (French speaking) ملکوں میں جماعت کی ترقی ہو رہی ہے تو پھر وہاں جس ریجن میں یہ تھے وہاں سے نکل کے سینیگال کی طرف بھی انہوں نے توجہ کی۔ ان کو وہاں بھجوایا گیا، وہاں بااثر لوگوں کو تبلیغ کی اور اس طرح پھر ممبران پارلیمنٹ کو تبلیغ کی اور چودہ ممبران پارلیمنٹ کو بیعت کی توفیق ملی۔ اس کا اثر بھی جماعت پہ بڑا اچھا ہوا اور پھر وہاں بھی جماعت مضبوط ہونے لگی۔ نظام جماعت کو مضبوط کرنے کے لیے معلمین کی تعداد بڑھنے کے ساتھ ساتھ تعلیم و تربیت اور ٹریننگ کی ضرورت تھی تو سالانہ بنیادوں پر یہ پروگرام جاری رکھا اور مولانا صاحب نے بڑی ہمت سے یہ کام بھی سرانجام دیا۔ 1997ء میں ان کو سینیگال کا امیر مقرر کر دیا گیا۔ بڑی محنت سے انہوں نے آخری وقت تک اپنی خدمت کو نبھایا۔ خلیفۂ وقت کی اطاعت کا جذبہ انہوں نے لکھا ہے کہ کوٹ کوٹ کے بھرا ہوا تھا اور حقیقت میں یہی میں نے دیکھا ہے جب یہاں آئے ہیں۔ دس سال سے کافی بیمار تھے بیماری میں بھی جب بھی کوئی کام ان کو دیا گیا تو فوراً اس کو بجا لانے کی کوشش کرتے۔

تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ وہاں سینیگال میں وجیہ اللہ صاحب مبلغ ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ جب میں یہاں آیا ہوں تو منور صاحب کا نام بہت سنا۔ اور جہاں بھی جاتا تھا لوگ بڑی محبت سے ان کا ذکر کرتے تھے۔

لوکل معلمین بعض واقعات بیان کرتے ہیں۔ محمد وتفسیر مارا صاحب لوکل معلم ہیں۔ وہ کہتے ہیں منور خورشید صاحب کے ذریعے مَیں نے احمدیت قبول کی اور انہوں نے مجھے اچھی تعلیم دی اور بہت محنت اور محبت سے میری تربیت کی جس کے نتیجے میں جامعہ احمدیہ گھانا سے تعلیم حاصل کی اور جماعت کی خدمت کی توفیق ملی۔ کہتے ہیں میں نے بڑا لمبا عرصہ ان کے ساتھ گزارا ہے۔ یہ سینیگالین ہیں۔ لکھتے ہیں۔ خلافت سے عشق کی حد تک انہیں محبت تھی اور کہتے ہیں یہی خاص باتیں مجھے بھی کہا کرتے تھے کہ خلافت سے تعلق رکھنا۔ دوسرے یہ کہ مَیں نے ان میں دیکھا کہ کبھی انہوں نے تہجد نہیں چھوڑی اور ہمیں بھی یہ تلقین کرتے تھے کہ ہمیشہ تہجد پڑھو اور تہجد میں خاص طور پر خلیفۃ المسیح کے لیے دعائیں کیا کرو۔ یہی معلم صاحب لکھتے ہیں کہ بڑے متقی شخص تھے، بڑی محنت کرنے والے تھے، پورے سینیگال کے انہوں نے دورے کیے۔ ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ ہر گاؤں میں جائیں اور مسیح محمدی کا پیغام پہنچا کے آئیں۔ کہتے ہیں خاکسار اس بات کا شاہد ہے کہ جب منور صاحب جماعتی کام میں مشغول ہوتے تو آپ کو دن رات کی یا کھانے پینے کی کوئی پروا نہیں ہوتی تھی۔ خدا تعالیٰ سے بہت قریبی تعلق تھا۔ اکثر مشاہدہ کیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں ایک دفعہ ایک جماعتی فنکشن تھا وہاں لوگ آئے ہوئے تھے۔ ایک احمدی وہاں بیمار ہو گئے انہوں نے واپس جانا چاہا۔ انہوں نے ان کو اجازت دے دی لیکن جب بس پہ جگہ مل گئی اور بس پہ بٹھانے لگے تو منور صاحب نے ان کو روک دیا کہ اس پہ نہ بیٹھیں۔ دوسری بس پہ بیٹھیں۔ اور کہتے ہیں میرے دل میں اس وقت یہ خیال آیا تھا کہ اس بس کو کوئی حادثہ پیش آجانا ہے اور اگر یہ اس طرح ہوا تو لوگ کہیں گے کہ دیکھو جماعتی فنکشن پہ گیا تھا اور وہاں یہ حادثہ کی وجہ سے فوت ہو گیا۔ بہرحال ہوا وہی، جس بس سے روکا تھا اس کو حادثہ پیش آ گیا۔ دوسری بس میں بیٹھے تھے تو خیریت سے وہ شخص اپنے گھر پہنچ گیا۔ اس سے بھی لوگوں کا بڑا ایمان بڑھا اور لوگوں میں وہاں محبت کا یہ حال ہے کہ سینیگال میں مختلف جگہوں پر ان کی نماز جنازہ غائب ادا کی گئی۔ غیر احمدی بھی اس میں بہت زیادہ شامل ہوئے۔

پھر فاٹک کے صدر جماعت روگن فائی صاحب کہتے ہیں کہ جس فدائیت سے منور خورشید صاحب کام کرتے تھے کسی اَور کے لیے کرنا بہت مشکل ہے۔

پھر جالو صاحب لوکل معلم ہیں کہتے ہیں جب وہ پہلی دفعہ سینیگال آئے تو ایک لمبا عرصہ مجھے منور صاحب کے ساتھ کام کرنے کی توفیق ملی۔ بڑے متقی اور بہادر شخصیت کے مالک تھے۔ جماعتی دَوروں کے دوران بہت حکمت اور بہادری سے تبلیغی سرگرمیاں سرانجام دیا کرتے تھے۔ اسی طرح انصاف پسند تھے۔ جماعت کے ساتھ بہت محبت اور انصاف کا سلوک کرتے۔

راجہ برہان صاحب کہتے ہیں کہ آخری دنوں میں جب یہ بیمار ہوئے تو ان کا ڈائیلیسز (Dialysis) روزانہ ہوتا تھا۔ ایک دن ایک شادی پہ ملے تو کہتے ہیں میں نے دکان کھول لی ہے۔ میں نے کہا دکان کھولنے سے کیا مطلب؟ تو کہنے لگے گھر میں ہوتا ہوں تو میں نے گھر کے باہر میز لگا لی ہے وہاں گرمیوں میں پانی رکھ لیتا ہوں لٹریچر رکھ لیتا ہوں اور آنے جانے والوں کو پانی کی ضرورت ہو تو پانی پلا دیتا ہوں اور لٹریچر دے دیتا ہوں۔ تو اس طرح فارغ نہیں بیٹھے، اس بیماری میں بھی نیا رستہ انہوں نے تلاش کر لیا۔ اس لیے وہ لوگ جو کہتے ہیں ناں کہ تبلیغ کس طرح کریں۔ تبلیغ کرنے کے راستے اگر تلاش کیے جائیں تو مل جاتے ہیں، صرف جوش ہونا چاہیے، شوق ہونا چاہیے۔

اور پھر منور خورشید صاحب کا ایک ملکہ یہ بھی تھا کہ زبان جلدی سیکھ لیتے تھے۔ گیمبیا میں بھی مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں اور ان کو زبانیں آتی تھیں اور یہ کہا کرتے تھے کہ ہمارے تین گیمبین مبلغین جو یہاں سے پڑھ کے گئے ہیں، عبداللہ صاحب اور عبدالرحمٰن صاحب اور محمد مبائع صاحب۔ یہ تینوں مختلف قبیلوں کے ہیں، یہ ایک دوسرے کی زبان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار ۞ جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار

اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب ۞ کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب؟

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

نہیں سمجھ سکتے لیکن میں ان تینوں قبیلوں کی زبان جانتا ہوں۔

ان کی اہلیہ نصرت جہاں صاحبہ کہتی ہیں۔ بچوں کی تربیت میں بہت توجہ دی۔ بڑا پیار کرنے والے وجود تھے۔ خلافت سے بے پناہ محبت تھی۔ وقف کا حق ادا کیا۔ اختلافات کو مٹانے اور صلح کروانے کی ہر ممکن کوشش کرتے۔ مہمان نوازی بہت تھی۔ افریقہ میں دورے پہ جاتے تو ہمیں کہہ دیتے تھے تم بس میری یہ نہ فکر کرنا کہ میں کب آؤں گا۔ بس جب میں فارغ ہو جاؤں گا تو میں گھر واپس آجاؤں گا۔ تبلیغ کا کہتی ہیں جنون تھا۔ سپین میں بھی ان کو تبلیغ کا بہت موقع ملا۔ بیماری کے باوجود وہاں جاتے رہے۔ اس طرح سے پرانے رابطے انہوں نے بحال کیے۔

ان کے بیٹے محمد احمد خورشید مربی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ہمیشہ یہ نصیحت کرتے کہ لوگوں کے کام آنا چاہیے کیونکہ یہ بھی ایک خوبصورت عبادت ہے، خدا اس سے راضی ہوتا ہے۔ کہتے ہیں ہم نے ان میں ہمیشہ اسلامی تعلیم کا ایک عملی نمونہ دیکھا۔

سپین سے سلمان سلمی صاحب کہتے ہیں کہ سپین میں قیام کے دوران کئی بار ان کے ساتھ تبلیغ پر نکلنے کا موقع ملا۔ حیرت انگیز بات بار بار دیکھی کہ آپ کسی افریقن راہگیر سے سلام دعا کرتے اور دیکھتے ہی دیکھتے اسے رام کر لیتے اور کچھ ہی وقت میں اس سے ایک مستحکم تعلق پیدا ہو جاتا اور ساتھ ساتھ بتاتے جاتے کہ اس کا تعلق فلاں گاؤں سے ہے اور اس کے ارد گرد کے علاقے یہ ہیں۔ مَیں وہاں گیا ہوں اور اس علاقے کے لوگ بہت مخلص ہیں۔ وہاں کے بااثر لوگوں کو بھی جانتے تھے کیونکہ افریقن زبان میں بات کر رہے ہوتے تھے اس لیے وہ شخص بھی ان کی باتیں سنتا۔ اسے حیرت بھی ہوتی خوشی بھی ہوتی اور دو تین ملاقاتوں کے بعد پھر وہ جماعت کے قریب آجاتا تو پھر اس کو پیغام پہنچاتے۔

کہتے ہیں ان کا یہ نہیں ہوتا تھا کہ پہلی دفعہ ہی پیغام پہنچائیں۔ پہلے ذاتی تعلقات بناتے تھے پھر دوسری تیسری ملاقات میں تبلیغ کرتے تھے اور احمدیت کا پیغام دیتے تھے۔ کہتے ہیں اس وقت تک ان کے ذاتی تعلق کی وجہ سے اخلاق کی وجہ سے زمین تیار ہو چکی ہوتی تھی اور پھر لوگ فوری طور پر بیعت بھی کر لیتے تھے۔

بہرحال انہوں نے سپین میں کافی کام کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں انہوں نے جماعت بھی قائم کر دی۔ ایک جنون تھا ان کو احمدیت اور حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے کا اور یہ بالکل سچ ہے کہ اس کے ساتھ عاجزی بھی ان کی انتہا کی تھی۔ سپین جانے کا جب میں نے ان کو کہا ہے تو بغیر کسی عذر کے تیار ہو گئے اور باوجود اس کے کہ بیمار تھے۔

اللہ تعالیٰ جماعت کو ایسے وفادار مبلغ مربی عطا فرماتا رہے جو بے نفس ہو کر کام کرنے والے ہوں۔ کام کو پورا کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بھی بلند فرمائے۔

دوسرا جنازہ اقبال احمد منیر صاحب مربی سلسلہ کا ہے چودھری منیر احمد صاحب کے بیٹے ہیں۔ یہ پاکستان میں تھے۔ گذشتہ دنوں ان کی بھی وفات ہوئی ہے۔ ان کے خاندان میں بھی احمدیت کا نفوذ ان کے دادا چودھری غلام حیدر صاحب کے ذریعے 1895ء میں ہوا تھا۔ انہوں نے 1983ء میں جامعہ سے تعلیم مکمل کی۔ پھر اصلاح و ارشاد مرکزیہ کے تحت کام کیا۔ پھر 2001ء سے 2008ء تک سیرالیون میں رہے پھر واپس آگئے۔ اس کے بعد پھر پاکستان کے مختلف ضلعوں میں کام کرتے رہے۔ دل کے مریض بھی تھے لیکن اس کے باوجود بڑی محنت سے کام کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ نہایت محنت اور توجہ سے خدمت بجالانے والے تھے اور لوگوں سے بڑا اچھا تعلق اور مخلص طبیعت کے مالک تھے۔ مرحوم کی اہلیہ اور تین بیٹے ہیں۔

مربی سلسلہ عبدالوکیل صاحب کہتے ہیں کہ بڑی ہر دلعزیز شخصیت تھے اور خلافت سے بڑا تعلق تھا۔ بڑے محبت کرنے والے تھے۔ بارعب شخصیت کے مالک تھے لیکن دل کے بہت ہی شفیق بھی تھے۔ تھوڑی سی ملاقات کے بعد اندازہ ہو جاتا تھا کہ انکساری ان میں کمال کی ہے۔

سید منیر احمد صاحب نائب امیر کراچی جن کے ساتھ انہوں نے کام کیا کہتے ہیں کہ نہایت محنتی اور مخلص شخصیت کے مالک تھے۔ جو کام بھی دیا جاتا فوری طور پر اس کو پہلی ترجیح میں کرتے۔ باقاعدہ دفتر آ کے اپنے بڑے صائب مشورے بھی دیتے۔ کہتے ہیں مجھے بھی ان سے حوصلہ ہوتا رہتا تھا۔ دل کے بہت صاف تھے۔ حلقے کے لوگوں سے ذاتی تعلق تھا جس کی وجہ سے ان کے کاموں میں بہت آسانیاں پیدا ہو جاتی تھیں اور اسی وجہ سے پھر چندوں کی طرف توجہ دلانے میں بھی ان کو ہی کہا جاتا تھا اور پھر ان کے یہ کہنے کا خاطر خواہ اثر بھی ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔

تیسرا ذکر سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ اہلیہ میاں عبدالعظیم صاحب درویش مرحوم قادیان کا ہے۔ گذشتہ دنوں ان کی بھی وفات ہوئی ہے۔ کافی عرصے سے صاحبِ فراش تھیں۔ زمانہ درویشی میں صوبہ اڈیشہ سے شادی ہو کے آنے والی پہلی خاتون تھیں۔ مرحومہ نے اپنے خاوند کے ساتھ درویشی کا دَور صبر اور شکر سے گزارا۔ صوم وصلوٰۃ کی نہایت پابند، دعا گو، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ باقاعدہ تلاوت کرنے والی اور قرآن کریم دوسروں کو پڑھانے والی تھیں۔ بہت سے بچوں اور عورتوں کو قرآن کریم پڑھنا سکھایا۔ درویشی کے دَور میں جب آمدن کم تھی تو اپنے گزارے کے لیے مرغیاں پال لیتی تھیں بجائے اس کے کہ دوسروں پر نظر رکھیں۔ خدمتِ خلق کا جذبہ نمایاں تھا۔ قادیان میں عورتوں کی تجہیز و تکفین کے موقعے پر یہ بڑی خدمت کیا کرتی تھیں۔ غسل وغیرہ دینے میں بھی مدد کرتیں۔ خلیفۂ وقت سے خاص تعلق تھا۔ ہر تحریک میں حصہ لیتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ بھی تھیں۔ ان کے پسماندگان میں چار بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ خورشید انور صاحب کی دوسری والدہ تھیں۔ دوست محمد شاہد صاحب مرحوم مؤرخ احمدیت کی یہ چچی تھیں۔

اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔ نماز کے بعد میں ان کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔ (روزنامہ الفضل انٹرنیشنل ۲۱/اپریل ۲۰۲۳ء صفحہ ۲ تا ۷)

......☆......☆......☆......

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 11/جنوری 2023ء بروز بدھ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم محمد سعید احمد لون صاحب ابن مکرم فضل کریم لون صاحب (ریڈبرج۔ یوکے)

8/جنوری 2023ء کو 90 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم تنزانیہ میں پیدا ہوئے اور یہاں ایسٹ لندن کی جماعت کے ابتدائی ممبران میں سے تھے جہاں انہیں بطور سیکرٹری مال، سیکرٹری تبلیغ اور صدر جماعت خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ مرحوم کو ہیومینٹی فرسٹ کے تحت خصوصاً پانی کے کنویں لگانے کے سلسلہ میں انسانیت کی خدمت کی بھی توفیق ملی۔ آپ نے حج بیت اللہ کی بھی سعادت حاصل کی۔ مرحوم انتہائی نیک، دیندار، نماز اور روزہ کے پابند، قرآن کریم کی باقاعدگی سے تلاوت کرنے والے اور خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والے ایک بزرگ انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی کے علاوہ پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

1۔ مکرم محمد حسین صاحب ابن مکرم حاجی محمد اسحاق صاحب (کراچی)

14/ستمبر 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے والدین کا تعلق ڈیرہ غازی خان سے تھا۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد مخالفت کی وجہ سے ہجرت کر کے ضلع عمر کوٹ آگئے۔ مقامی سطح پر قائد خدام الاحمدیہ کے علاوہ زعیم انصار اللہ اور ناظم مال کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ دستگیر کالونی کراچی میں خادم مسجد کے طور پر بھی خدمت بجالاتے رہے۔ پنجگانہ نمازوں کے پابند، سادہ مزاج، ملنسار، شریف النفس، خلافت کے اطاعت گزار، ایک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک پوتے مکرم حافظ عامر خان صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ میں زیر تعلیم ہیں۔

2۔ مکرم رانا منصور احمد صاحب ابن مکرم رانا منور احمد صاحب مرحوم (ربوہ)

21/اکتوبر 2022ء کو 55 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ صوم و صلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، ایک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ لمبا عرصہ فیکٹری ایریا ربوہ میں سیکرٹری صنعت و تجارت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ جماعتی تحریکات اور صدقات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔ آپ مکرم رانا تصور احمد خان صاحب (استاد جامعہ احمدیہ ربوہ) کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم رانا عثمان احمد صاحب مربی سلسلہ ہیں۔

3۔ مکرمہ کلثوم علی جان صاحبہ اہلیہ مکرم جبار علی جان صاحب (سابق صدر جماعت سرینام)

18/دسمبر 2022ء کو 71 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے اپنے خاوند کے ہمراہ مئی 1979ء میں مکرم محمد صدیق ننگلی شاہد صاحب مبلغ سلسلہ کی تبلیغ کے نتیجہ میں احمدیت قبول کی اور پھر تادم آخر اخلاص و وفا کے ساتھ عہد بیعت پر قائم رہیں۔ دسمبر 2002ء میں نامعلوم افراد نے آپ کے شوہر کو قتل کر دیا تھا۔ بوقت وفات مرحوم بطور صدر جماعت سرینام خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ مرحومہ نے بیوگی کا عرصہ بہت عزت و وقار اور صبر کے ساتھ گزارا۔ بہت خاموش طبع، صابرہ و شاکرہ، ایک بے ضرر اور نیک خاتون تھیں جماعتی پروگراموں میں بڑی باقاعدگی کے ساتھ شامل ہوتی تھیں۔ مبلغین کا بہت احترام کرتی تھیں۔ اپنا چندہ بڑی فکر کے ساتھ بروقت ادا کیا کرتی تھیں۔

4۔ مکرم چودھری مختار احمد صاحب وڑائچ ابن مکرم حاجی محمد شفیع صاحب

27/نومبر 2022ء کو 86 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم حضرت چودھری غلام حیدر صاحب رضی اللہ عنہ آف دھاریوال نمبردار چک 43 جنوبی سرگودھا کے نواسے تھے۔ مرحوم احمدیت کے شیدائی اور خلافت کے جاں نثار ایک مخلص انسان تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ باقاعدگی سے کیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ان کی ایک بیٹی اور چار نواسے نواسیاں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا مگر اُس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا تعالیٰ اسے محروم نہیں رکھتا (ملفوظات، جلد 2 صفحہ 563)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ اَرول (بہار)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

جنگ بدر

اسلامی سلطنت کا استحکام اور رؤسا قریش کی تباہی

جنگ بدر، رمضان ۲ ہجری مطابق مارچ ۶۲۳ء

اب ہم جنگ بدر کے حالات کا ذکر شروع کرتے ہیں۔ یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ ہجرت نبوی کے بعد قریش مکہ نے مدینہ پر حملہ آور ہو کر مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دینے کی تیاری شروع کر دی تھی اور اس دوران میں سریہ وادی نخلہ میں جو عمرو بن حضرمی کے قتل کا واقعہ ہوا تھا اس سے رؤسا قریش نے ناجائز فائدہ اٹھا کر عامۃ الکفار کے دلوں میں مسلمانوں کی عداوت کی آگ کو اور بھی زیادہ خطرناک طور پر شعلہ زن کر دیا تھا اور اس شخص کی طرح جسے اپنے وہ مظالم تو بھول جاتے ہیں جو وہ خود دوسروں پر کرتا رہا ہے لیکن اگر کسی دوسرے کی طرف سے اسے ذرا سی بھی تکلیف پہنچ جاوے تو وہ اسے ہمیشہ یاد رکھتا ہے خواہ وہ جوابی رنگ ہی رکھتی ہو۔ قریش مکہ مسلمانوں پر حملہ کر کے ان کو تباہ و برباد کر دینے کی تیاری میں پہلے سے بھی زیادہ جوش وخروش کے ساتھ منہمک ہو گئے تھے۔ اسی اثناء میں مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع موصول ہوئی کہ قریش مکہ کا ایک تجارتی قافلہ جس کے ساتھ تیس چالیس یا بعض روایات کی رو سے ستر آدمی تھے ابوسفیان کی سرداری میں شام کی طرف سے مکہ کو واپس آرہا ہے۔ اس قافلہ میں غیر معمولی طور پر قریش کے ہر مرد وعورت کا حصہ تھا بلکہ لکھا ہے کہ جو چیز اور جو رقم بھی وہ تجارت میں لگا سکتے تھے وہ اس موقع پر انہوں نے لگا دی تھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً اس تجارت کے منافع کے متعلق قریش کا یہ فیصلہ تھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف جنگی مصارف میں خرچ ہوگا۔ چونکہ قافلوں کی روک تھام، ظالم قریش کو ہوش میں لانے اور انہیں ان کی خطرناک کارروائیوں سے روکنے کا ایک بہترین ذریعہ تھی اور دوسرے ان قافلوں کا مدینہ سے اس قدر قریب ہو کر گزرنا ویسے بھی مسلمانوں کے لئے کئی طرح سے خطرے کے احتمالات رکھتا تھا اور پھر اس قافلہ کے خاص حالات ایسے تھے کہ اس کا بچ کر نکل جانا بظاہر حالات مسلمانوں کی تباہی کا پیش خیمہ سمجھا جاسکتا تھا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر پا کر اپنے دو مہاجر صحابی طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زید کو خبر رسانی کے لئے روانہ فرمایا اور دوسرے صحابہ کو بھی اطلاع دے دی کہ وہ اس قافلہ کی روک تھام کے لئے نکلنے کو تیار رہیں مگر اتفاق ایسا ہوا کہ کسی طرح ابوسفیان کو بھی آپؐ کے اس ارادے کی اطلاع ہو گئی یا یہ بھی ممکن ہے کہ اس نے ویسے ہی بطور خود اندیشہ محسوس کیا ہو۔ بہر حال اس نے ایک سوار ضمضم نامی مکہ کی طرف بھگا دیا اور اسے تاکید کی کہ بڑی تیزی کے ساتھ سفر کرتا ہوا مکہ میں پہنچے اور وہاں سے قریش کا لشکر قافلہ کی حفاظت اور مسلمانوں کو مرعوب کرنے کے لئے نکال لائے اور خود ابوسفیان نے یہ احتیاط اختیار کی کہ اصل راستے کو چھوڑ کر سمندر کے کنارے کی طرف ہٹ گیا اور چھپ چھپ کر مگر تیزی کے ساتھ مکہ کی طرف بڑھنا شروع ہوا۔ جب ابوسفیان کا یہ قاصد مکہ پہنچا تو اس نے عرب کے دستور کے مطابق ایک نہایت وحشت زدہ حالت بنا کر زور زور سے چلانا شروع کیا کہ اے اہل مکہ تمہارے قافلہ پر محمد اور اس کے اصحاب حملہ کرنے کے لئے نکلے ہیں چلو اور اسے بچالو۔ یہ خبر سن کر مکہ کے لوگ گھبرا کر کعبۃ اللہ کے گرد جمع ہو گئے اور رؤسا قریش نے پھر اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نہایت درجہ اشتعال انگیز تقریریں کیں جس سے لوگوں کے سینے اسلام کی عداوت کے جوش سے بھر گئے اور انہوں نے مسلمانوں پر حملہ آور ہو کر تباہ و برباد کر دینے کا پختہ عزم کر لیا۔ اس وقت قریش کے جوش کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے بالاتفاق یہ فیصلہ کیا کہ ایک بڑا جرار لشکر تیار کر کے مسلمانوں کے خلاف نکلیں اور اس مہم میں ہر وہ شخص جو لڑنے کے قابل ہے شامل ہو جو شخص کسی مجبوری کی وجہ سے خود شامل نہ ہو سکتا ہو وہ اپنی جگہ کسی دوسرے شخص کو بھیجنے کا انتظام کرے۔ اور رؤسا قریش اس تحریک میں خود سب سے آگے آگے تھے۔ صرف دو شخص تھے جنہوں نے اس مہم میں شمولیت سے تامل کیا اور وہ ابولہب اور امیہ بن خلف تھے مگر ان کے تامل کی وجہ بھی مسلمانوں کی ہمدردی نہیں تھی بلکہ ابولہب تو اپنی بہن عاتکہ بنت عبد المطلب کے خواب سے ڈرتا تھا جو اس نے ضمضم کے آنے سے صرف تین دن پہلے قریش کی تباہی کے متعلق دیکھا تھا اور امیہ بن خلف اس پیشگوئی کی وجہ سے خائف تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل ہونے کے متعلق فرمائی تھی اور جس کا علم اسے سعد بن معاذ کے ذریعہ مکہ میں ہو چکا تھا، لیکن چونکہ ان دو نامی رؤساء کے پیچھے رہنے سے عامۃ الکفار پر برا اثر پڑنے کا اندیشہ تھا اس لئے دوسرے رؤساء قریش نے جوش اور غیرت دلا دلا کر آخر ان دونوں کو رضامند کر لیا۔ یعنی امیہ تو خود تیار ہو گیا اور ابولہب نے ایک دوسرے شخص کو کافی روپیہ دے کر اپنی جگہ کھڑا کر دیا اور اس طرح تین دن کی تیاری کے بعد ایک ہزار سے زائد جانباز سپاہیوں کا لشکر مکہ سے نکلنے کو تیار ہو گیا۔

ابھی یہ لشکر مکہ میں ہی تھا کہ بعض رؤساء قریش کو یہ خیال آیا کہ چونکہ بنو کنانہ کی شاخ بنو بکر کے ساتھ اہل مکہ کے تعلقات خراب ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی غیر حاضری سے فائدہ اٹھا کر وہ ان کے پیچھے مکہ پر حملہ کر دیں اور اس خیال کی وجہ سے بعض قریش کچھ متزلزل ہونے لگے مگر بنو کنانہ کے ایک رئیس سراقہ بن مالک بن جعشم نے جو اس وقت مکہ میں تھا ان کو اطمینان دلایا اور کہا کہ میں اس بات کا ضامن ہوتا ہوں کہ مکہ پر کوئی حملہ نہیں ہوگا۔ بلکہ سراقہ کو مسلمانوں کی مخالفت کا ایسا جوش تھا کہ قریش کی اعانت میں وہ خود بھی بدر تک گیا، لیکن وہاں مسلمانوں کو دیکھ کر اس پر کچھ ایسا رعب طاری ہوا کہ جنگ سے پہلے ہی اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر بھاگ آیا۔ اسی واقعہ کی طرف قرآن شریف کی اس آیت میں اشارہ سمجھا گیا ہے کہ اِذْ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ ...... وَاللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ "جبکہ شیطان قریش مکہ کو مسلمانوں کے خلاف حق بجانب قرار دیتا تھا اور انہیں ابھارتا تھا۔" الخ

مکہ سے نکلنے سے پہلے قریش نے کعبہ میں جا کر دعا کی کہ "اے خدا ہم دونوں فریقوں میں سے جو گروہ حق پر قائم ہے اور تیری نظروں میں زیادہ شریف اور زیادہ افضل ہے تو اس کی نصرت فرما اور دوسرے کو ذلیل و رسوا کر۔" اس کے بعد کفار کا لشکر بڑے جاہ و حشم کے ساتھ مکہ سے روانہ ہوا۔ تمام رؤساء قریش ساتھ تھے اور گانے بجانے والی عورتیں بھی جو اپنے اشعار کے ساتھ دفیں بجاتی ہوئی غیرت اور جوش دلاتی تھیں ہمراہ تھیں۔ راستہ میں رؤساء قریش نے اس مہم کو ایک خاص قومی کارنامہ خیال کرتے ہوئے اپنے خرچ سے لشکر کی خوراک کا انتظام کیا۔ چنانچہ ان کی طرف سے ہر روز باری باری نو نو دس دس اونٹ سپاہیوں کی ضیافت کے لئے ذبح کئے جاتے تھے۔ جب یہ لشکر جحفہ میں پہنچا جو مکہ اور بدر کے درمیان مگر بدر کے قریب تر ایک مقام ہے تو ابوسفیان کے ایک قاصد کے ذریعے انہیں یہ خبر موصول ہوئی کہ ان کا قافلہ خطرہ کی جگہ سے بچ کر نکل گیا ہے اور اس لئے اب لشکر کو آگے جانے کی ضرورت نہیں۔ اس خبر پر بعض لوگ واپس جانے کو تیار ہو گئے، لیکن ابوجہل اور اس کی پارٹی کے اثر کے ماتحت اکثر اہل لشکر نے جن کی نیتیں کچھ اور تھیں بلکہ ایک روایت کی رو سے سب نے بڑی سختی سے انکار کیا اور کہا کہ "خدا کی قسم ہم بدر تک ضرور جائیں گے اور وہاں جا کر تین دن تک جشن منائیں گے تا کہ ہمیشہ کے لئے ملک میں ہمارا رعب بیٹھ جاوے اور لوگ ہم سے ڈرنے لگ جائیں۔" چنانچہ سوائے چند آدمیوں کے جو واپس لوٹ گئے۔ باقی سارا لشکر بڑے کروفر کے ساتھ آگے بڑھا اور مکہ سے نکلنے کی تاریخ سے نویں دن (ایک دن درمیان میں راستہ کھوئے جانے کی وجہ سے ضائع ہو گیا تھا) یعنی ضمضم کی اطلاع پہنچنے کے گیارہ یا بارہ دن کے بعد بدر کی وادی کے ورلے کنارے پر پہنچا اور وہاں ڈیرے ڈال دیئے۔ اس وقت لشکر قریش کی تعداد ایک ہزار نفوس پر مشتمل تھی اور یہ لوگ رائج الوقت سامان حرب سے خوب آراستہ تھے۔ چنانچہ فوج میں سواری کے سات سو اونٹ اور ایک سو گھوڑے تھے اور سب سوار اور اکثر پیادہ زرہ پوش تھے اور دیگر سامان جنگ بھی مثلاً نیزہ اور تلوار اور تیر کمان وغیرہ کافی تعداد میں موجود تھا۔

(سیرت خاتم النّبیین صفحہ 349 تا 352 مطبوعہ قادیان 2011)

☆......☆......☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال ✿ دل میں اُٹھتا ہے مرے سو سو اُبال

ابن مریم مرگیا حق کی قسم ✿ داخل جنت ہوا وہ محترم

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ہنگل باغبانہ، قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

مارتا ہے اس کو فرقاں سربسر ✿ اس کے مرجانے کی دیتا ہے خبر

وہ نہیں باہر رہا اموات سے ✿ ہوگیا ثابت یہ تیس آیات سے

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(988) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ محمد خان صاحب ساکن گل منج تحصیل وضلع گورداسپور نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑے جوش سے تقریر فرمائی۔ اُس تقریر میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جولوگ اللہ کے نام پر اپنے لڑکے دیں گے وہ بہت ہی خوش نصیب ہوں گے۔ اُس زمانہ میں احمد یہ سکول کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ میں نے بھی اس وقت خدا سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تُو ہمیں بھی لڑکے عطا فرما تا کہ ہم حضرت صاحب کی حکم کی تعمیل میں اُن کو احمد یہ سکول میں داخل کراویں۔ خدا تعالیٰ نے دعا کو سنا اور پانچ بچے دیئے جن میں سے تین فوت ہو گئے اور دو چھوٹے بچے رہ گئے۔ پھر میں نے بموجب ارشاد حضرت صاحب بڑے لڑکے کو احمد یہ سکول میں اور چھوٹے کو ہائی سکول میں داخل کرادیا۔ اور اپنی وصیت کی بہشتی مقبرہ کی سند بھی حاصل کر لی۔

(989) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ میاں فیاض علی صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا ہے کہ جب ہنری مارٹن کلارک پادری نے ایک بڑے منصوبے کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر قتل کا مقدمہ دائر کیا تو شفاعت احمد نے جن کا میں ایک روایت میں ذکر کر آیا ہوں مجھ سے کہا کہ مسجد تو ہمارے حاکم کے فوت ہوجانے کی وجہ سے ہمارے ہاتھ سے نکل گئی مگر اس مقدمہ قتل سے اگر مرزا صاحب بچ گئے تو میں ضرور احمدی ہوجاؤں گا۔ میں نے اسکو جواب دیا کہ مسیح موعود نے فرمادیا ہے کہ مغرب کی طرف سے ایک آگ کا شعلہ آیا اور ہمارے مکان کے دروازہ پر آکر گرا ہے مگر وہ گرتے ہی ایک خوشنما پھول بن گیا ہے۔ پس انجام اس مقدمہ کا یہی ہوگا جو میں لکھ رہا ہوں۔ آخر وہ مقدمہ حضرت صاحب کے حق میں فیصلہ ہوا اور پادریوں کو شرمندگی اُٹھانا پڑی۔ خاکسار اس فیصلہ کے موقعہ پر عدالت میں حاضر تھا۔ میں نے شفاعت احمد کو یاد دلایا کہ پیش گوئی تو پوری ہوگئی اب تم اپنے احمدی ہونے کا وعدہ پورا کرو۔ شفاعت احمد نے صاف انکار کردیا کہ میں نے تو کوئی وعدہ نہ کیا تھا بلکہ غصہ میں آکر کہنے لگا کہ اگر میں جھوٹ بولتا ہوں تو مجھ پر عذاب آئے اور میرا فرزند مرجائے میری بیوی مرجائے۔ میں نے اُس سے کہا کہ شفاعت احمد! اب تُو نے مسیح موعود علیہ السلام سے یکطرفہ مباہلہ کرلیا ہے۔ اب تُو اس کے نتیجہ کا انتظار کر اور میں بھی کرتا ہوں۔ اس کے بعد شفاعت احمد ایک سال کے عرصہ میں اس قدر بیمار ہوا کہ جان کے لالے پڑ گئے حتی کہ اس نے گھبرا کر احمدی جماعت سے دعا کی درخواست کی۔ اس پر وہ مرنے سے تو بچ گیا مگر کانوں کی شنوائی جاتی رہی اور اس وقت وہ امرتسر میں ہے اس کا ایک اکلوتا بیٹا تھا وہ بھی مرگیا۔

(990) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ میاں فیاض علی صاحب کپورتھلوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مسجد کپورتھلہ کے مقدمہ میں ایک شخص ناظر عبد الاحد بھی مدعا علیہ تھا۔ اسکے دو بیٹے تھے۔ ایک سب انسپکٹر تھا اور دوسرا ایف اے پاس تھا دونوں ہی فوت ہو گئے اس کی بیوی کو بیٹوں کی موت کا بہت صدمہ ہوا اور وہ اپنے خاوند کو سمجھاتی رہی کہ دیکھ تُو نے اپنے دو فرزند مسیح موعودؑ کی مخالفت میں زمین میں سُلا دیئے۔ اور اب تو اور کیا کرنا چاہتا ہے؟ غرض کہ مسجد احمدیہ کپورتھلہ کے مقدمہ میں جو بھی مدعا علیہ تھے اُن سب کا برا انجام ہوا اور مسجد ہمارے قبضہ میں آئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی واضح طور پر پوری ہوئی۔

(991) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ میاں فیاض علی صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا ہے کہ ہوشیار پور میں ایک شخص شیخ مہر علی رئیس تھے۔ حضرت اقدس اس شخص کے گھر ٹھہرا کرتے تھے اور اس کو بھی حضور سے عقیدت تھی۔ ایک مرتبہ حضرت اقدس نے خواب میں دیکھا کہ شیخ مہر علی کے بستر کو آگ لگ گئی ہے۔ حضور نے اس رؤیاء کے متعلق اس کو خط لکھا اور اس میں ہدایت کی کہ آپ ہوشیار پور کی رہائش چھوڑ دیں۔ وہ خط اس کے بیٹے کو مل گیا اور اس نے تکیہ کے نیچے رکھ دیا کہ جب بیدار ہوں گے پڑھ لیں گے مگر چونکہ خدائی امر تھا اور بستر کو آگ لگ چکی تھی وہ خط شیخ مہر علی صاحب کو نہ پہنچا اور ان کے بیٹے کو بھی اس کا ذکر کرنا یاد نہ رہا۔ تھوڑے عرصہ بعد محرم آگیا اور اور ہوشیار پور میں ہندو مسلم فساد ہوگیا۔ شیخ مہر علی صاحب اس کے سرغنہ قرار پائے اور ان کے خلاف عدالت میں بغاوت کا مقدمہ قائم ہوگیا۔ عدالت سے ضبطی جائیداد اور پھانسی کا حکم ہوا۔ اس حکم کے خلاف لاہور میں اپیل ہوا۔ شیخ صاحب نے دعا کے واسطے حضرت صاحب سے استدعا کی۔ حضور نے دعا فرمائی اور کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ چنانچہ ہائی کورٹ میں اپیل منظور ہوگیا اور شیخ مہر علی بھی باعزت طور پر بری کئے گئے۔ خواجہ کمال الدین صاحب کا اُن دنوں جالندھر میں لیکچر تھا۔ جماعت کپورتھلہ اور ڈاکٹر صادق بھی لیکچر سننے گئے۔ اور ڈاکٹر صاحب نے ہم سے کہا کہ شیخ مہر علی کے عزیز واقارب یہ کہتے ہیں کہ یہ جو مشہور کیا جاتا ہے کہ شیخ صاحب مسیح موعود کی قبولیت دعا سے بری ہوئے ہیں، یہ غلط ہے۔ بہت سے لوگوں نے اُن کی بریت کے لئے دعا کی تھی۔ مرزا صاحب کی دعا میں کیا خصوصیت ہے۔ خدا جانے کس کی دعا قبول ہوئی۔ یہ واقعہ حضرت صاحب کو جماعت کپورتھلہ نے لکھ بھیجا۔ اس تحریر پر حضرت صاحب نے ایک اشتہار اس مضمون کا شائع کیا کہ میرا دعویٰ ہے کہ محض میری دعا سے شیخ مہر علی بری ہوئے ہیں۔ یا تو شیخ صاحب اس کو منظور کر کے اخبار میں شائع کرادیں ورنہ ان کے خلاف آسمان پر مقدمہ دوبارہ دائر ہوجائے گا اور اس مقدمہ میں قید کی سزا ضرور ہوگی۔ ایک اشتہار رجسٹری کرا کر کے شیخ مہر علی کے پاس بھیجا گیا۔ وہ بہت خوف زدہ ہوگیا اور قبولیت دعا مسیح موعود علیہ السلام کا اقراری ہوا اور اخبار میں شائع بھی کرادیا۔ اور یہ بھی لکھا کہ جیل خانہ سے واپس آکر مجھ کو حضور کا خط ملا جس میں مجھ کو ہوشیار پور چھوڑنے کے واسطے ہدایت ہوئی تھی۔ اگر اس وقت مجھ کو خط مل جاتا تو میں ضرور ہوشیار پور چھوڑ جاتا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس واقعہ کا ذکر روایت نمبر ۳۴۶ میں بھی آچکا ہے۔

(992) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ میاں فیاض علی صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ قصبہ سراوہ ضلع میرٹھ میں، جہاں کا میں رہنے والا ہوں۔ ایک شخص مولوی حمید اللہ اہل حدیث رہتا تھا۔ اُن سے میرا مباحثہ ہوتا رہتا تھا۔ وہ بہت سی باتوں میں عاجز آجاتے تھے۔ آخر ایک دفعہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں مرزا صاحب کے پاس چلوں گا۔ اس کے بعد میں اپنی نوکری پر کپورتھلہ چلا آیا۔ میں یہ سمجھا کہ مولوی صاحب اب بیعت کرلیں گے کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں قادیان جارہا ہوں راستہ میں ایک دریا موجزن ہے مگر اس کے اوپر میں بے تکلف بھاگا جارہا ہوں۔ میرے ساتھ ایک اور شخص ہے مگر وہ گلے تک پانی میں غرق ہے مگر ہاتھ پیر مارتا ہوا وہ بھی دریا سے پار ہوگیا۔ میں نے سمجھا کہ یہ حمید اللہ مولوی ہے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد مولوی صاحب کا قادیان جانے کے لئے ایک خط کپورتھلہ میں میرے پاس آیا۔ میں بہت خوش ہوا۔ مولوی صاحب کا اصل خط اور ایک عریضہ اپنی طرف سے حضرت اقدس کی خدمت میں بھیج دیا اور عرض کی کہ غالباً یہ مولوی حضور کی بیعت کرنے کے واسطے آرہا ہے۔ حضور نے جواب میں خط لکھا کہ اس کے خط میں سے تو نفاق کی بو آتی ہے۔ یہ وہ شخص نہیں ہے جس کو تم نے خواب میں دیکھا ہے۔ وہ کوئی اور شخص ہوگا جو تمہاری تبلیغ سے سلسلہ بیعت میں داخل ہوگا۔ چنانچہ مولوی حمید اللہ سراوہ سے چل کر کپورتھلہ پہنچے اور قادیان چلنے کا ارادہ کیا۔ مولوی غلام محمد اہل حدیث جس کو حضور نے اپنی بیعت میں قبول نہ فرمایا تھا۔ انہوں نے مولوی حمید اللہ سے کہا کہ اگر تم قادیان گئے تو تم اپنے عقیدہ پر قائم نہ رہو گے۔ اس کے کہنے پر مولوی حمید اللہ رک گئے اور سراوہ واپس چلے گئے۔ مولوی غلام محمد نے ہماری بہت مخالفت کی۔ جماعت کو ہر ممکن تکلیف دی گئی۔ فتویٰ کفر پر دستخط کئے گئے۔ مخالفت میں حکیم جعفر علی اور مولوی حمید اللہ نے رسالہ شائع کر کے خوب جوش دکھلایا اور مولوی صاحب بیعت سے محروم رہے اور حسب پیشگوئی مسیح موعود میری تبلیغ کے ذریعہ مولوی دین محمد صاحب بیعت میں داخل ہوئے اور وہ خدا کے فضل سے جوشیلے احمدی ہیں۔

(993) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ سیر کو جاتے ہوئے بسراواں کے راستہ میں شعر وشاعری کا تذکرہ شروع ہوا تو میں نے حضرت مسیح موعود کی خدمت میں عرض کی کہ قرآن مجید میں جو وارد ہے کہ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ . اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَالَا يَفْعَلُوْنَ (الشعراء:۲۲۵) اس سے شعر گوئی کی برائی ثابت ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا! کہ آپ ذرا اس کے آگے بھی تو پڑھیں۔ تو مولوی غلام محمد صاحب نے اگلی آیت فوراً پڑھ دی کہ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا (الشعراء:۲۲۸) اس پر میرا مطلب حل ہوگیا۔

(سیرۃ المہدی، جلد دوم، حصہ چہارم، مطبوعہ قادیان 2008)

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

طالب دعا:
شیخ سلطان احمد
ایسٹ گوداوری
(آندھرا پردیس)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اگر ہمارے پاس قرآن نہ ہوتا اور حدیثوں کے یہ مجموعے ہی مایۂ ناز ایمان واعتقاد ہوتے تو ہم قوموں کو شرمساری سے منہ بھی نہ دکھا سکتے۔ مَیں نے قرآن کے لفظ میں غور کی تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے (ملفوظات جلد 1 صفحہ 386، مطبوعہ قادیان 2003)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

"اگر ہم اپنی زندگیوں میں انقلاب پیدا کرنے کیلئے بھرپور کوشش نہیں کرتے تو ہماری بیعت بے فائدہ ہے، ہمارے عہد کھوکھلے ہیں، ہماری حالتیں قابل فکر ہیں"

"حقیقت میں کوئی قوم اور جماعت تیار نہیں ہوسکتی جبتک کہ اس میں اپنے امام کی اطاعت اور اتباع کیلئے اس قسم کا جوش اور اخلاص اور وفا کا مادہ نہ ہو"

بجز تقویٰ کے اَور کسی بات سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا

مکرم معظم کوئی دُنیاوی اصولوں سے نہیں ہوسکتا خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ (الحجرات:14)

جس قدر کوئی شخص قرب حاصل کرتا ہے اسی قدر مؤاخذہ کے قابل ہے

تذلل اور انکساری کی زندگی کوئی شخص اختیار نہیں کرسکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہ کرے

کرامتیں انواع واقسام کی ہوتی ہیں، منجملہ ان کے ایک اخلاقی کرامت بھی ہے جو ہر میدان میں کامیاب ہے

خشوع اور خضوع سے اٹھائے ہوئے ہاتھ جو صدق اور یقین کی تحریک سے اٹھتے ہیں خالی واپس نہیں ہوتے

یاد رکھو! اگر تم اللہ تعالیٰ کے حضور میں صادق ٹھہرو گے تو کسی کی مخالفت تمہیں تکلیف نہ دے گی

پر اگر تم اپنی حالتوں کو درست نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے فرمانبرداری کا ایک سچا عہد نہ باندھو تو پھر اللہ تعالیٰ کو کسی کی پروا نہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ برطانیہ 2022ء کے افتتاحی اجلاس سے بصیرت افروز خطاب

فرمودہ مورخہ 05/اگست 2022ء بروز جمعۃ المبارک ـــــ بمقام حدیقۃ المہدی (جلسہ گاہ) آلٹن، ہمپشئر، یوکے

اَشۡھَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَ رَسُوۡلُہٗ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ○ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ○ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ ○

آج جس مقصد کے لیے ہم سب یہاں جمع ہیں اسے ہم سب جانتے ہیں یعنی اپنے دینی علم اور معلومات کو وسیع کرنا، اپنی معرفت کو بڑھانا، تقویٰ میں ترقی کرنا، آپس کی محبت و پیار اور تعلقات کو بڑھانا، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دینا، اشاعتِ اسلام اور تبلیغ اسلام کے لیے اپنے آپ کو تیار کرنا اور پھر عملی طور پر اسے سرانجام دینا۔ یہ ہیں وہ وسیع مقاصد جن کے حصول کے لیے جلسہ منعقد کیا جاتا ہے اور جس کے حاصل کرنے کے لیے ہم سب یہاں جمع ہیں۔ پس جیسا کہ ان بیان کردہ عنوانات سے ظاہر ہے جلسہ کا مقصد کوئی دنیاوی مقصد نہیں ہے بلکہ اس بگڑے ہوئے زمانے میں جہاں ظَھَرَ الۡفَسَادُ فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ (الروم:42) کا نمونہ ہر جگہ نظر آتا ہے ہم نے اس زمانے میں اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کی بیعت میں لاکر اپنی اصلاح کا عہد کیا ہے اور اپنی نسلوں کی اصلاح کا عہد کیا ہے اور اس کے لیے پھر اپنے آپ کو پیش کیا ہے۔ کُل انسانیت کی اصلاح کا عہد کیا ہے، صرف اپنے تک ہی نہیں۔ دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈالنے کا عہد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کے قیام کا عہد کیا ہے۔

ہم ان لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے اس فساد کے زمانے میں مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے۔ اس زمانے کی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے ایک جگہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "اس وقت لوگ روحانی پانی کو چاہتے ہیں۔ زمین بالکل مرچکی ہے۔ یہ زمانہ ظَھَرَ الۡفَسَادُ فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ کا مصداق ہوگیا ہے۔ جنگل اور سمندر بگڑ چکے ہیں۔ جنگل سے مراد مشرک لوگ اور بحر سے مراد اہلِ کتاب ہیں۔ جاہل و عالم بھی مراد ہوسکتے ہیں۔ غرض انسانوں کے ہر طبقہ میں فساد واقع ہوگیا ہے۔ جس پہلو اور جس رنگ میں دیکھو دنیا کی حالت بدل گئی ہے۔ روحانیت باقی نہیں رہی اور نہ اس کی تاثیریں نظر آتی ہیں۔ اخلاقی اور عملی کمزوریوں میں ہر چھوٹا بڑا ابتلا ہے۔ خدا پرستی اور خدا شناسی کا نام ونشان مٹا ہوا نظر آتا ہے۔ اس لئے اس وقت ضرورت ہے کہ آسمانی پانی اور نورِ نبوت کا نزول ہو اور مستعد دلوں کو روشنی بخشے۔ خدا تعالیٰ کا شکر کرو اس نے اپنے فضل سے اس وقت اس نور کو نازل کیا ہے مگر تھوڑے ہیں جو اس نور سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 444 ایڈیشن 1984ء)

پس یہ ہے وہ زمانے کا نقشہ جس میں ہم ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں ان لوگوں میں شامل فرمایا۔ یا ہم نے ان لوگوں میں شامل ہونے کا عہد کیا ہے جو اس آسمانی پانی سے فیض حاصل کرنا چاہتے ہیں اور پھر صرف اپنی حالتوں کو بدلنے اور اس نورِ نبوت سے فیض حاصل کرنے کا عہد ہی نہیں ہے بلکہ اپنی نسلوں اور کُل انسانیت کو اس نورِ نبوت سے آگاہ کرنے اور اس سے فیض پانے والوں میں شامل کرنے کا عہد کیا ہے۔ پس ایک بہت بڑا کام ہے، ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے، جسے ہم نے سرانجام دینا ہے، جسے ہم نے ادا کرنا ہے۔ اپنے آپ کو ہی اس زمانے کے فساد سے بچانا کوئی آسان کام نہیں ہے کجا یہ کہ ہم یہ بھی اعلان کریں کہ ہم اپنی نسلوں کو بھی سنبھالیں گے اور جیسا کہ ہم اپنے عہد بیعت میں دہراتے ہیں یہ ہمارا فرض ہے اور پھر صرف اپنی اولاد کو ہی نہیں بلکہ کُل دنیا کو توحید کے جھنڈے تلے لاکر اس روحانی مائدے سے فیض اٹھانے والا بنانا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ لوگ روحانی پانی کو چاہتے ہیں کیونکہ زمین بالکل مردہ ہوچکی ہے یعنی انسان کی عملی حالت یہ ظاہر کررہی ہے کہ ہم مردہ ہیں ہمیں روحانی زندگی کا پانی دو لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا بے شک دنیا کی عملی حالت زبانِ حال سے روحانی پانی اور نورِ نبوت کو چاہتی ہے لیکن جو پانی اترا ہے اس سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے اور تھوڑے ہیں جو اس نورِ نبوت سے فائدہ اٹھانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے والے ان تھوڑوں میں شامل ہیں جنہوں نے اس نور سے فیض پایا اور آپؑ کی بیعت میں آنے کا اقرار و اعلان کیا لیکن جیسا کہ میں نے کہا ہم نے اپنے تک ہی اس اقرار و اعلان کو محدود نہیں کرنا، نہیں رکھنا بلکہ دنیا کو بھی اس سے آگاہ کرنا ہے۔ انہیں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانا ہے، انہیں بھی موحد بنانا ہے۔ پس اپنی حالتوں میں مستقل پاک تبدیلی قائم رکھنے کے لیے اور دنیا کی اصلاح کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم ہر وقت اپنی روحانی اور دینی حالتوں کی طرف نظر رکھیں، انہیں بہتر سے بہتر کرنے کے لیے کوشش کرتے چلے جائیں۔ زمانے کے امام کے ساتھ کیے ہوئے عہد کو پورا کرنے کے لیے اپنے اندر ایک انقلاب پیدا کرنے کی کوشش کرتے چلے جائیں اور یہ انقلاب پیدا کرنے کے لیے ان باتوں کو سیکھنے کی ضرورت ہے، ان پر عمل کرنے کی ضرورت ہے، ان کو مسلسل اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی ضرورت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں۔

پس ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر ہم اپنی زندگیوں میں انقلاب پیدا کرنے کے لیے بھرپور کوشش نہیں کرتے تو ہماری بیعت بے فائدہ ہے، ہمارے عہد کھوکھلے ہیں، ہماری حالتیں قابل فکر ہیں۔

اگر سب سے پہلے ہم اپنے اندر اپنے اندرونے کی اصلاح نہیں کرتے تو ہم نے اپنی نسلوں کی اور دوسروں کی کیا اصلاح کرنی ہے؟۔ پس ہمارے لیے بہت خوف کا مقام ہے، بہت سوچنے کا مقام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیشہ اپنے ماننے والوں کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ ہمیشہ یہ غور کرتے رہو کہ بیعت کرنے کا کیا فائدہ ہے اور کیوں اس کی ضرورت ہے؟ جب تک اس طرف توجہ نہیں ہوگی بیعت فائدہ نہیں دے گی۔ آپؑ نے اس طرف توجہ دلائی کہ بیعت میں عظیم الشان بات توبہ ہے جس کے معنی رجوع کے ہیں یعنی تمام برائیوں کو چھوڑ کر پاکیزگی اختیار کرنا۔ پھر کبھی پلٹ کر بھی اس طرف نہ آنا۔ توبہ یہ نہیں کہ آج گناہوں سے معافی مانگ لی اور کل پھر وہی باتیں دہرا دیں جو گناہ ہیں، جو برے کام ہیں، جن سے خدا تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ اور یہ چیز جو ہے یہ کوئی آسان کام نہیں ہے کہ ہم کہہ دیں ہم نے توبہ کر لی۔ لوگ کانوں پر ہاتھ رکھ کر اور ہاتھ جوڑ کر توبہ کا اظہار کر دیتے ہیں اور لوگوں کے سامنے بھی بڑا گڑگڑاتے ہیں اور چند دن بعد پھر وہی کام شروع کر دیتے ہیں۔ اس سے شاید چند دن کے لیے لوگوں کو تو دھوکا دیا جاسکتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کو نہیں۔ وہ دلوں کا حال جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو اس توبہ کو قبول کرتا ہے جو سچی توبہ ہے۔ آپ علیہ السلام نے اس کی مثال دی کہ دیکھو وطن کو چھوڑنا بڑا گراں گزرتا ہے، بہت بھاری ہے، بہت تکلیف ہوتی ہے اور ہزاروں تکلیفیں ہوتی ہیں۔ ایک گھر جب انسان چھوڑتا ہے تو کس قدر اسے تکلیف ہوتی ہے اور وطن کو چھوڑنے میں تو اسے سب یار دوستوں سے قطع تعلق کرنا پڑتا ہے۔ اپنا سب گھریلو سامان چھوڑ چھاڑ کر، اپنے ہمسایوں اور گلیوں کی یاد بھلا کر ایک نئے ملک میں جانا پڑتا ہے یعنی اس سابقہ وطن میں کبھی نہیں آتا تو توبہ کی مثال بھی ایسی ہی ہے۔ اس کا نام توبہ ہے اور جب یہ سچی توبہ ہوتی ہے تو پھر ہی اللہ تعالیٰ کی محبت بھی اسے ملتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نوازتا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ پھر فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری رضا کے لیے ایک پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کی ہے تو میں بھی بے انتہا اسے نوازوں گا۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 2 ایڈیشن 1984)

پس یہ تبدیلی پیدا کرنے کے لیے بیعت ضروری ہے اور جب یہ تبدیلی پیدا ہو تو تبھی بیعت کا فائدہ بھی ہے۔

اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ توبہ بیعت کی جزو کیوں ہے؟ کیوں توبہ کو بیعت کے ساتھ لازمی رکھا گیا ہے؟ آپؑ فرماتے ہیں: ’’بات یہ ہے کہ انسان غفلت میں پڑا ہوا ہے۔ جب وہ بیعت کرتا ہے اور ایسے کے ہاتھ پر جسے اللہ تعالیٰ نے وہ تبدیلی بخشی ہو‘‘ یعنی وہ تبدیلی جو اسے عام انسانوں سے روحانی لحاظ سے ممتاز کر دیتی ہے۔ فرمایا ’’تو جیسے درخت میں پیوند لگانے سے خاصیت بدل جاتی ہے اسی طرح سے اس پیوند سے بھی اس میں وہ فیوض اور انوار آنے لگتے ہیں‘‘ جو زمیندار ہیں وہ جانتے ہیں کہ ایک عام درخت میں، عام سادہ درخت میں کئی قسم کی پیوندیں لگا کر ان کے مختلف قسم کے پھل اس میں سے لیے جا سکتے ہیں۔ پس فرمایا کہ فائدہ تو تبھی ہے کہ ایسا پیوند ہو تبھی وہ فیوض و انوار ملیں گے اور فرمایا اسی طرح اس پیوند سے بھی اس میں وہ فیوض و انوار آنے لگتے ہیں‘‘ (جو اس تبدیلی یافتہ انسان میں ہوتے ہیں) بشرطیکہ اس کے ساتھ سچا تعلق ہو، خشک شاخ کی طرح نہ ہو۔‘‘ جس کے ساتھ پیوند جوڑا ہے اس کی خصوصیات بھی اپنانی ہوں گی بلکہ ’’اس کی شاخ ہو کر پیوند ہو جاوے۔ جس قدر یہ نسبت ہو گی اسی قدر فائدہ ہوگا۔‘‘ فرمایا ’’بیعت رسمی فائدہ نہیں دیتی ایسی بیعت سے حصہ دار ہونا مشکل ہوتا ہے۔ اسی وقت حصہ دار ہوگا جب اپنے وجود کو ترک کر کے بالکل محبت اور اخلاص کے ساتھ اس کے ساتھ ہو جاوے۔‘‘ فرمایا ’’...... جہاں تک ممکن ہو اس انسان‘‘ یعنی ’’(مرشد) کے ہمرنگ ہو۔‘‘ طریقوں میں بھی اس کے طریق کیا ہیں اس کے مطابق کرو’ طریقوں میں اور اعتقاد میں۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 5 ایڈیشن 1984ء)

پس جب ہمارا یہ مقام ہو جائے گا تو ہمیں بیعت حقیقت میں فائدہ دے گی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’حقیقت میں کوئی قوم اور جماعت تیار نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس میں اپنے امام کی اطاعت اور اتباع کے لئے اس قسم کا جوش اور اخلاص اور وفا کا مادہ نہ ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 336 ایڈیشن 1984ء)

اس مقام کو کس طرح حاصل کرنے کی کوشش کی جائے؟ اس بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں نصائح فرمائی ہیں۔ ہم سے جو توقعات رکھی ہیں ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ ہمیں یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ آپؑ ہم سے، اپنی بیعت میں آنے والوں سے کیا چاہتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا کہ ’’ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ ایک نمونہ بنانا چاہتا ہے۔‘‘

ہم کس طرح نمونہ بن سکتے ہیں۔ فرمایا کہ ’’...... اللہ تعالیٰ متقی کو پیار کرتا ہے۔‘‘ یہ بنیادی بات یاد رکھو۔ فرمایا کہ ’’خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے سب ترساں رہو اور یاد رکھو کہ سب اللہ کے بندے ہیں۔ کسی پر ظلم نہ کرو، نہ تیزی کرو، نہ کسی کو حقارت سے دیکھو۔ جماعت میں اگر ایک آدمی گندہ ہوتا ہے تو وہ سب کو گندہ کر دیتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 9 ایڈیشن 1984ء)

پھر تقویٰ کے بارے میں نصیحت فرماتے ہوئے آپؑ نے فرمایا: ’’اپنی جماعت کی خیر خواہی کے لئے زیادہ ضروری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ تقویٰ کی بابت نصیحت کی جاوے کیونکہ یہ بات عقلمند کے نزدیک ظاہر ہے کہ بجز تقویٰ کے اَور کسی بات سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل:129)‘‘

پھر فرمایا ’’ہماری جماعت کے لئے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہے خصوصاً اس خیال سے بھی کہ وہ ایک ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کے سلسلہ بیعت میں ہیں جس کا دعویٰ ماموریت کا ہے تا وہ لوگ جو خواہ کسی قسم کے بغضوں، کینوں یا شرکوں میں مبتلا تھے یا کیسے ہی رو بہ دُنیا تھے ان تمام آفات سے نجات پاویں۔‘‘ پھر فرمایا کہ ’’آپ جانتے ہیں کہ اگر کوئی بیمار ہو جاوے۔ خواہ اس کی بیماری چھوٹی ہو یا بڑی اگر اس بیماری کے لئے دوا نہ کی جاوے اور علاج کے لئے دکھ نہ اٹھایا جاوے بیمار اچھا نہیں ہو سکتا۔ ایک سیاہ داغ منہ پر نکل کر ایک بڑا فکر پیدا کر دیتا ہے کہ کہیں یہ داغ بڑھتا بڑھتا کُل منہ کو کالا نہ کر دے۔ اسی طرح معصیت کا بھی ایک سیاہ داغ دل پر ہوتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 10 ایڈیشن 1984ء)

پس فرمایا کہ گناہوں سے بچنے کی ہر وقت کوشش کرو یہ نہ ہو کہ معصیت اور گناہ کا داغ تمہارے کُل چہرے کو سیاہ کر دے اور جب انسان کا چہرہ گناہوں سے سیاہ ہو جاتا ہے تو پھر اس کے لیے صرف تباہی اور بربادی کے اَور کچھ نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ بے شک رحیم و کریم ہے لیکن وہ قہار اور منتقم بھی ہے۔ فرمایا کہ اگر وہ ایک جماعت کو دیکھے کہ دعوے تو بڑے بڑے کرتے ہیں لیکن عمل کچھ نہیں تو پھر اس کا غیض و غضب بھڑکتا ہے۔ فرمایا کہ اپنی تاریخ دیکھ لو۔ جب مسلمانوں کے عمل نہیں رہے تو پھر کافروں نے انہیں تہ تیغ کر دیا۔

باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں سے مدد کا وعدہ تھا لیکن جب عمل نہیں رہے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنا قہر دکھاتا ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 10) پس بڑے خوف کا مقام ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’اللہ کا خوف اسی میں ہے کہ انسان دیکھے کہ اس کا قول و فعل کہاں تک ایک دوسرے سے مطابقت رکھتا ہے۔ پھر جب دیکھے کہ اس کا قول و فعل برابر نہیں تو سمجھ لے کہ وہ موردِ غضبِ الٰہی ہوگا۔

جو دل ناپاک ہے خواہ قول کتنا ہی پاک ہو وہ دل خدا کی نگاہ میں قیمت نہیں پاتا بلکہ خدا کا غضب مشتعل ہو گا۔ پس میری جماعت سمجھ لے کہ وہ میرے پاس آئے ہیں اسی لئے کہ تخم ریزی کی جاوے جس سے وہ پھلدار درخت ہو جاوے۔ پس ہر ایک اپنے اندر غور کرے کہ اس کا اندرونہ کیسا ہے اور اس کی باطنی حالت کیسی ہے۔‘‘ فرمایا کہ ’’اگر ہماری جماعت بھی خدانخواستہ ایسی ہی ہے کہ اس کی زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے تو پھر خاتمہ بالخیر نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جب دیکھتا ہے کہ ایک جماعت جو دل سے خالی ہے اور زبانی دعوے کرتی ہے۔ وہ غنی ہے وہ پرواہ نہیں کرتا۔ بدر کی فتح کی پیشگوئی ہو چکی تھی‘‘ مثال دی بدر کی فتح کی۔ فتح کی پیشگوئی ہو چکی تھی۔ ’’ہر طرح فتح کی امید تھی لیکن پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رو رو کر دعا مانگتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ جب ہر طرح فتح کا وعدہ ہے تو پھر ضرورتِ الحاح کیا ہے؟‘‘ اتنا بے چین ہونے کی ضرورت کیا ہے؟ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ذات غنی ہے یعنی ممکن ہے کہ وعدۂ الٰہی میں کوئی مخفی شرائط ہوں۔‘‘ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 11 ایڈیشن 1984) مجھے پتہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پتہ نہیں اس فتح کے لیے کیا شرائط رکھی ہوں۔ پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت تھی اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ تھا تو پھر ہماری کیا حیثیت ہے!

پس ہمیں اپنی عملی حالتوں کی بہتری کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ حقیقی توبہ کی ضرورت ہے تبھی ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے فیضیاب ہوں گے۔

تقویٰ کی راہوں میں سے ایک راہ غربت و مسکینی کی راہ ہے۔

اس بارے میں آپؑ فرماتے ہیں: ’’اہلِ تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔

بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔

عُجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے اور ایسا ہی کبھی خود غضب عُجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے۔‘‘ یعنی غصہ جو اُن کو آتا ہے وہ تکبر اور غرور کی وجہ سے آتا ہے۔ اور تکبر اور غرور کی وجہ سے انسان کو غصہ آتا ہے، اگر انسان میں یہ چیزیں نہ ہوں تو کیوں چھوٹوں پہ خاص طور پر اپنے سے کمزوروں پر غصہ میں آئے۔ فرمایا ’’کیونکہ غضب اس وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظر استخفاف سے دیکھیں۔ خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے۔ جس کے اندر حقارت ہے، ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جاوے۔‘‘ جس طرح بیج لگاتے ہیں زمین میں تو پودا بنتا ہے، پھر بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہ بھی اسی طرح بڑھتا ہے اور پھر آخر میں نتیجہ کیا نکلتا ہے وہ کوئی پھلدار درخت نہیں ہوتا بلکہ وہ ہلاکت کا باعث بن جاتا ہے۔ فرمایا ’’بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں۔‘‘ اپنے سے بڑا دیکھا بڑی خوشامد کی، بڑی عاجزی سے پیش آئے ’’لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے۔‘‘ بڑائی کا تو تب پتا لگتا ہے کہ اپنے سے کمتر کی عزت کرو، اس کی عزت سے بات سنو، اس کو عزت دو۔ ’’اس کی دلجوئی کرے۔ اس کی بات کی عزت کرے۔ کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (الحجرات:12) تم ایک دوسرے کا چڑ کے نام نہ لو۔ یہ فعل فساق و فجار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہوگا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو جب ایک ہی چشمہ سے کُل پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔

مکرم و معظم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (الحجرات:14)‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 36 ایڈیشن 1984ء)

اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ بیعت کرنے کے بعد ہماری ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں، ہم اپنے عملوں کے بارے میں زیادہ پوچھے جائیں گے۔ غیروں کی بھی ہم پر زیادہ نظر ہوگی، ان کے لیے بھی ہم نے نمونہ بننا ہے تاکہ اعتراض کی جگہ نہ رہے۔ آپؑ فرماتے ہیں: ’’میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ جس قدر کوئی شخص قرب حاصل کرتا ہے اسی قدر مؤاخذہ کے قابل ہے۔

اہلِ بیت زیادہ مواخذہ کے لائق تھے۔ وہ لوگ جو دُور ہیں وہ قابلِ مؤاخذہ نہیں لیکن تم ضرور ہو۔ اگر تم میں ان پر کوئی ایمانی زیادتی نہیں تو تم میں اور ان میں کیا فرق ہوا۔ تم ہزاروں کے زیرِ نظر ہو۔ وہ لوگ گورنمنٹ کے جاسوسوں کی طرح تمہاری حرکات کو، سکنات کو دیکھ رہے ہیں۔ وہ سچے ہیں‘‘ یہ سب دیکھنے میں۔ ’’جب مسیحؑ کے ساتھی صحابہؓ کے ہم دوش ہونے لگے ہیں تو کیا آپ ویسے ہیں۔ جب آپ لوگ ویسے نہیں تو قابلِ گرفت ہیں۔ گو یہ ابتدائی حالت ہے لیکن موت کا کیا اعتبار ہے۔ موت ایک ایسا ناگزیر امر ہے جو ہر ایک شخص کو پیش آتا ہے۔ جب یہ حالت ہے تو پھر آپ کیوں غافل ہیں۔ جب کوئی شخص مجھ سے تعلق نہیں رکھتا تو یہ امر دوسرا ہے لیکن جب آپ میرے پاس آئے، میرا دعویٰ قبول کیا اور مجھے مسیح مانا تو گویا من وجہٍ آپ نے صحابہ کرامؓ کے ہم دوش ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ تو کیا صحابہؓ نے کبھی صدق و صفا پر قدم مارنے سے دریغ کیا۔ ان میں کوئی کسل تھا؟ کیا وہ دلآزار تھے؟ کیا ان کو اپنے جذبات پر قابو نہ تھا؟ کیا وہ منکسر المزاج نہ تھے بلکہ ان میں پرلے درجہ کا انکسار تھا۔ سو دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو بھی ویسی ہی توفیق عطا کرے کیونکہ تذلل اور انکساری کی زندگی کوئی شخص اختیار نہیں کر سکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہ کرے۔

اپنے آپ کو ٹٹولو اور اگر بچہ کی طرح اپنے آپ کو کمزور پاؤ تو گھبراؤ نہیں۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دعا صحابہ کی طرح جاری رکھو۔‘‘ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دعا صحابہ کی طرح کس طرح کرنی ہے۔ کیا صرف منہ سے دعائیں دہرا کر ہی مقصد

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بھول کر روزے میں کھا پی لے (اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا) وہ اپنا روزہ پورا کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کھلایا پلایا ہے۔ یعنی اس نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا۔ (بخاری کتاب الصوم باب الصائم اذا اکل اوشرب)

طالب دعا: سید عارف احمد، والد و والدہ مرحومہ اور فیملی و مرحومین (ننگل باغبانہ، قادیان)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ افطاری کھجور سے کرو اور اگر کھجور کسی کو میسّر نہ ہو تو سادہ پانی سے کرو۔ اسی طرح فرمایا کہ کسی غریب کی مدد کرنا تو صرف صدقہ ہے لیکن اپنے کسی غریب عزیز کی مدد کرنا دُہرا ثواب ہے۔ یہ صدقہ بھی ہے اور صِلہ رحمی بھی۔ (ترمذی کتاب الزکوٰۃ باب فی الصدقۃ علی ذی القرابۃ)

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

پورا ہو جائے گا، نہیں۔ اس کے لیے محنت اور مسلسل کوشش اور صحابہ کی طرح قربانی کی روح پیدا کرنی ہوگی، عملی اظہار کرنا ہوگا۔ اپنی عبادتوں کے معیار بڑھانے ہوں گے۔ اس کا طریق بھی آپؑ نے بیان فرما دیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ ’’راتوں کو اٹھو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ دکھلائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے بھی تدریجاً تربیت پائی‘‘ تھی، ایک دم نہیں کوئی نیک ہو جاتا۔ کوشش کرنے سے، مسلسل کوشش کرنے سے آہستہ آہستہ ترقی ہوتی ہے۔ ’’وہ پہلے کیا تھے، ایک کسان کی تخم ریزی کی طرح تھے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آبپاشی کی۔ آپؐ نے ان کے لئے دعائیں کی۔ بیج صحیح تھا اور زمین عمدہ تو اس آبپاشی سے پھل عمدہ نکلا۔ جس طرح حضور علیہ السلام چلتے اسی طرح وہ چلتے۔ وہ دن کا یا رات کا انتظار نہ کرتے تھے۔ تم لوگ سچے دل سے توبہ کرو، تہجد میں اٹھو، دعا کرو، دل کو درست کرو، کمزوریوں کو چھوڑ دو اور خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنے قول و فعل کو بناؤ۔ یقین رکھو کہ جو اس نصیحت کو ورد بنائے گا اور عملی طور سے دعا کرے گا اور عملی طور پر التجا خدا کے سامنے لائے گا اللہ تعالیٰ اس پر فضل کرے گا اور اس کے دل میں تبدیلی ہوگی۔ خدا تعالیٰ سے ناامید مت ہو۔ بر کریماں کارہا دشوار نیست‘‘ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 44 ایڈیشن 1984) یعنی نیک لوگوں کے لیے کوئی بھی کام مشکل نہیں ہوتا۔

کون سچا مومن ہے اور سچے مومن کی نشانی کیا ہے؟ اس کی وضاحت فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں: مَیں کھول کر کہتا ہوں کہ جب تک ہر بات پر اللہ تعالیٰ مقدم نہ ہو جاوے اور دل پر نظر ڈال کر وہ نہ دیکھ سکے کہ یہ میرا ہی ہے اس وقت تک کوئی سچا مومن نہیں کہلا سکتا۔ یعنی اللہ تعالیٰ خود یہ دیکھ کر کہے کہ یہ میرا ہی ہے اس وقت تک وہ سچا مومن نہیں کہلا سکتا۔ ایسا آدمی تو آل کے طور پر مومن یا مسلمان ہے۔ یعنی عرف عام میں وہ مومن یا مسلمان ہے جیسے چوہڑے کو بھی مُصلّی یا مومن کہہ دیتے ہیں۔ مسلمان وہی ہے جو اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ (البقرۃ:113) کا مصداق ہو گیا ہو۔ وجہ منہ کو کہتے ہیں مگر اس کا اطلاق ذات اور وجود پر بھی ہوتا ہے۔ پس جس نے ساری طاقتیں اللہ کے حضور رکھ دی ہوں وہی سچا مسلمان کہلانے کا مستحق ہے۔ فرمایا کہ مجھے یاد آیا کہ ایک مسلمان نے کسی یہودی کو دعوت اسلام کی۔ آپؑ واقعہ بیان فرما رہے ہیں کہ ایک مسلمان نے یہودی کو دعوت اسلام کی اور اسے کہا کہ تُو مسلمان ہو جا۔ مسلمان جو تھا جو دعوت دینے والا، اسلام کی تبلیغ کرنے والا، فرمایا کہ وہ خود فسق و فجور میں مبتلا تھا۔ یہودی اس کو جانتا تھا۔ یہودی نے اس فاسق مسلمان کو کہا کہ تُو پہلے اپنے آپ کو تو دیکھ کہ تُو کیا چیز ہے؟ مجھے کیا کہہ رہا ہے اور تُو اس بات پر مغرور نہ ہو کہ تُو مسلمان کہلاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اسلام کا مفہوم چاہتا ہے۔ یہودی نے یہ نصیحت کی کہ خدا تعالیٰ تو اسلام کا مفہوم چاہتا ہے۔ تمہارے اندر ہے کیا؟ نہ نام اور لفظ۔ کہتے ہیں یہودی نے اپنا قصہ سنایا۔ قصہ بیان کیا کہ میں نے اپنے لڑکے کا نام خالد رکھا تھا مگر دوسرے دن ہی مجھے اسے قبر میں گاڑنا پڑا۔ فوت ہو گیا خالد نام سے کچھ نہیں ہوا۔ ہمیشہ رہنے والا تو نہ بن گیا۔ اگلے دن وہ کہتا ہے مجھے اس کو قبر میں گاڑنا پڑا۔ فوت ہو گیا، دفنانا پڑا۔ اگر صرف نام ہی میں برکت ہوتی تو وہ کیوں مرتا۔ اگر کوئی مسلمان سے پوچھے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان سے پوچھتا ہے کہ کیا تُو مسلمان ہے؟ تو وہ جواب دیتے ہیں الحمد للہ لیکن یہ جواب کافی نہیں عمل چاہیے۔ فرمایا پس یاد رکھو کہ صرف لفّاظی اور لسّانی کام نہیں آسکتی جب تک کہ عمل نہ ہو۔ محض باتیں عنداللہ کچھ بھی وقعت نہیں رکھتیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کَبُرَ مَقۡتًا عِنۡدَ اللّٰهِ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ (الصّف:4) اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ تم وہ کہو جو کرتے نہیں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 76-77)

پس حقیقی مومن بننے کے لیے، ایمان کا دعویٰ سچا ثابت کرنے کے لیے اپنے قول و فعل کو ہمیں ایک کرنا ہو گا اور جب یہ ہو گا جب ہی ہم حقیقی مسلمان ہوں گے، جب ہی ہم اسلام کی خدمت کا دعویٰ کرنے میں سچے ہوں گے۔

پس اس کے لیے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی ضرورت ہے، تقویٰ کی ضرورت ہے۔ یہ حالت پیدا کرنے کی وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’جس طرح دشمن کے مقابلہ پر سرحد پر گھوڑا ہونا ضروری ہے تا کہ دشمن حد سے نہ نکلنے پاوے۔‘‘ یعنی گھوڑوں کی فوج ہو۔ وہاں جو اس زمانے کا طریقہ تھا تا کہ دشمن حد سے نہ نکلنے پاوے ’’اسی طرح تم بھی تیار رہو۔ ایسا نہ ہو کہ دشمن سرحد سے گزر کر اسلام کو صدمہ پہنچائے۔‘‘ فرمایا ’’میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ اگر تم اسلام کی حمایت اور خدمت کرنا چاہتے ہو تو پہلے خود تقویٰ اور طہارت اختیار کرو۔

جس سے خود تم خدا تعالیٰ کی پناہ کے حصن حصین میں آسکو اور پھر تم کو اس خدمت کا شرف اور استحقاق حاصل ہو۔‘‘ پھر تمہیں اس خدمت کا شرف و استحقاق حاصل ہو۔ فرمایا ’’تم دیکھتے ہو کہ مسلمانوں کی بیرونی طاقت کیسی کمزور ہو گئی ہے۔ قومیں ان کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ اگر تمہاری اندرونی اور قلبی طاقت بھی کمزور اور پست ہو گئی تو بس پھر تو خاتمہ ہی سمجھو۔‘‘ تم مسیح موعودؑ کی بیعت میں آنے کا دعویٰ کر رہے ہو۔ تم نے بھی ویسے ہی عمل کرنے ہیں تو پھر مسلمانوں کا جو حال ہے وہ ہم آج کل دیکھ ہی رہے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ ہر جگہ بدنام ہو رہے ہیں۔ کوئی طاقت ان کے پاس نہیں۔ فرمایا کہ ’’تم اپنے نفسوں کو ایسے پاک کرو کہ قدسی قوت ان میں سرایت کرے اور وہ سرحد کے گھوڑوں کی طرح مضبوط اور محافظ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہمیشہ متقیوں اور راستبازوں ہی کے شامل حال ہوا کرتا ہے۔ اپنے اخلاق اور اطوار ایسے نہ بناؤ جن سے اسلام کو داغ لگ جاوے۔ بدکاروں اور اسلام کی تعلیم پر عمل نہ کرنے والے مسلمانوں سے اسلام کو داغ لگتا ہے۔ کوئی مسلمان شراب پی لیتا ہے تو کہیں قے کرتا پھرتا ہے۔ پگڑی گلے میں ہوتی ہے۔ موریوں اور گندی نالیوں میں گرتا پھرتا ہے۔ پولیس کے جوتے پڑتے ہیں۔ ہندو اور عیسائی اس پر ہنستے ہیں۔ اس کا ایسا خلافِ شرع فعل اس کی ہی تضحیک کا موجب نہیں ہوتا بلکہ در پردہ اس کا اثر نفسِ اسلام تک پہنچتا ہے۔‘‘ اسلام کو وہ بدنام کر رہا ہوتا ہے۔ فرمایا ’’مجھے ایسی خبریں یا جیل خانوں کی رپورٹیں پڑھ کر سخت رنج ہوتا ہے۔‘‘ سخت افسوس ہوتا ہے۔ ’’جب میں دیکھتا ہوں کہ اس قدر مسلمان بدعملیوں کی وجہ سے موردِ عتاب ہوئے۔ دل بے قرار ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ جو صراط مستقیم رکھتے ہیں۔ اپنی بداعتدالیوں سے صرف اپنے آپ کو نقصان نہیں پہنچاتے۔‘‘ تعلیم تو صراط مستقیم کی ہے لیکن اپنی بے اعتدالیوں کی وجہ سے یہ حالت ہو رہی ہے اور صرف اپنے آپ کو نقصان نہیں پہنچاتے ’’بلکہ اسلام پر ہنسی کراتے ہیں۔‘‘ فرمایا ’’......میری غرض اس سے یہ ہے کہ مسلمان لوگ مسلمان کہلا کر ان ممنوعات اور منہیات میں مبتلا ہوتے ہیں جو نہ صرف ان کو بلکہ اسلام کو مشکوک کر دیتے ہیں۔ پس اپنے چال چلن اور اطوار ایسے بنا لو‘‘ ہمیں فرمایا کہ ’’اپنے چال چلن اور اطوار ایسے بنا لو کہ کفار کو بھی تم پر (جو دراصل اسلام پر ہوتی ہے) نکتہ چینی کرنے کا موقعہ نہ ملے۔‘‘ کہیں ایک مسلمان اگر کوئی حرکت کرتا ہے تو اسلام کے نام پر بات کی جاتی ہے۔ وہی حرکت اگر ایک عیسائی کرتا ہے تو اس کو کہہ دیتے ہیں اس کا دماغ خراب ہو گیا تھا یا اس کو دورہ پڑ گیا تھا یا بیمار تھا لیکن اسلام کا، مسلمان کا جہاں سوال آتا ہے تو پورے اسلام کو بدنام کرنے کی پورا میڈیا بھی کوشش کرتا ہے اور حکومتیں بھی کوشش کرتی ہیں۔ پس ہمارے لیے بہت سوچنے کا مقام ہے۔

پس یہ ہے ایک احمدی کی ذمہ داری اور اس کا کام۔ کس درد سے آپؑ نے فرمایا ہے کہ اسلام کو ایسے لوگ بدنام کرتے ہیں جن کے عمل ان کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ آپؑ نے اپنے ماننے والوں کو فرمایا، ہمیں فرمایا کہ تم اپنے عمل کو اسلام کی تعلیم کے مطابق ڈھالو تا کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا کے سامنے پیش کرنے والے بن سکو۔

پھر فرماتے ہیں کہ ’’تمہارا اصل شکر تقویٰ اور طہارت ہی ہے۔ مسلمان پوچھنے پر الحمد للہ کہہ دینا سچا سپاس اور شکر نہیں ہے۔ اگر تم نے حقیقی سپاس گزاری یعنی طہارت اور تقویٰ کی راہیں اختیار کر لیں تو میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تم سرحد پر کھڑے ہو۔ کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 77 ایڈیشن 1984ء)

پھر جماعت کو اخلاقی ترقی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’ہماری جماعت کو مناسب ہے کہ اخلاقی ترقی کریں کیونکہ اَلۡاِسۡتِقَامَۃُ فَوۡقَ الۡکَرَامَۃِ مشہور ہے۔ وہ یاد رکھیں کہ اگر کوئی ان پر سختی کرے تو حتی الوسع اس کا جواب نرمی اور ملاطفت سے دیں۔ تشدّد اور جبر کی ضرورت انتقامی طور پر بھی نہ پڑنے دیں۔ انسان میں نفس بھی ہے اور اس کی تین قسم ہیں۔ امّارہ، لوّامہ، مطمئنہ۔ امارہ کی حالت میں انسان جذبات اور بے جا جوشوں کو سنبھال نہیں سکتا اور اندازہ سے نکل جاتا اور اخلاقی حالت سے گر جاتا ہے مگر حالت لوامہ میں سنبھال لیتا ہے۔ مجھے ایک حکایت یاد آئی‘‘ فرمایا کہ ’’مجھے ایک حکایت یاد آئی جو سعدی نے بوستاں میں لکھی ہے کہ ایک بزرگ کو کتے نے کاٹا۔ گھر آیا تو گھر والوں نے دیکھا کہ اسے کتے نے کاٹ کھایا ہے۔ ایک بھولی بھالی چھوٹی لڑکی بھی تھی‘‘ وہاں موجود۔ ’’وہ بولی‘‘ کتے نے آپ کو کاٹا تو ’’آپ نے کیوں نہ کاٹ کھایا؟ اس نے جواب دیا‘‘ اس شخص نے۔ ’’بیٹی! انسان سے کت پن نہیں ہوتا۔ اسی طرح سے انسان کو چاہئے کہ جب کوئی شریر گالی دے تو مومن کو لازم ہے کہ اعراض کرے نہیں تو وہی کت پن کی مثال صادق آئے گی۔ خدا کے مقربوں کو بڑی بڑی گالیاں دی گئیں۔ بہت بری طرح ستایا گیا مگر ان کو اَعۡرِضۡ عَنِ الۡجٰهِلِیۡنَ (الاعراف:200) کا ہی خطاب ہوا۔ خود اس انسانِ کامل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بُری طرح تکلیفیں دی گئیں اور گالیاں، بدزبانی اور شوخیاں کی گئیں مگر اس خلقِ مجسم ذات نے اس کے مقابلہ میں کیا کیا۔ ان کے لئے دعا کی اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر لیا تھا کہ جاہلوں سے اعراض کرے گا تو تیری عزت اور جان کو ہم صحیح وسلامت رکھیں گے۔ اور یہ بازاری آدمی اس پر حملہ نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضور کے مخالف آپ کی عزت پر حرف نہ لا سکے اور خود ہی ذلیل و خوار ہو کر آپ کے قدموں پر گرے یا سامنے تباہ ہوئے۔ غرض یہ صفت لوامہ کی ہے جو انسان کشمکش میں بھی اصلاح کر لیتا ہے۔ روزمرہ کی بات ہے۔ اگر کوئی جاہل یا اوباش گالی دے یا کوئی شرارت کرے۔ جس قدر اس سے اعراض کرو گے اسی قدر عزت بچا لو گے اور جس قدر اس سے مٹھ بھیڑ اور مقابلہ کرو گے تباہ ہو جاؤ گے اور ذلت خرید لو گے۔ نفس مطمئنہ کی حالت میں انسان کا ملکہ حسنات اور خیرات ہو جاتا ہے۔ وہ دنیا اور ماسوی اللہ سے بکُلی انقطاع کر لیتا ہے۔ وہ دنیا میں چلتا پھرتا اور دنیا والوں سے ملتا جلتا ہے لیکن حقیقت میں وہ یہاں نہیں ہوتا۔ جہاں وہ ہوتا ہے وہ دنیا اَور ہی ہوتی ہے۔ وہاں کا آسمان اور زمین اَور ہوتی ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو پاک کر کے اپنی خالص محبت ہمارے دلوں میں ڈال دے، دنیا داری کبھی ہماری ترجیح نہ ہو اور جب یہ ہو گا تبھی ہم اپنے اندر ایک انقلاب لانے والے کہلا سکیں گے۔ جب ایسی حالت پیدا کر لیں گے تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بھی ہے کہ آپؑ کے ماننے والے دنیا میں غلبہ پانے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی پناہ میں لے لے گا۔ چنانچہ اس بات کو کھولتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے وَجَاعِلُ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡكَ فَوۡقَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡۤا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ (آل عمران:56) یہ تسلی بخش وعدہ ناصرت میں پیدا ہونے والے ابن مریم سے ہوا تھا۔ مگر میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنے والے ابن مریم کو بھی اللہ تعالیٰ نے انہی الفاظ میں مخاطب کر کے بشارت دی ہے۔ اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدہ عظیم اور بشارت عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں کیا وہ وہ لوگ ہو سکتے ہیں جو امارہ کے درجہ میں پڑے ہوئے فسق و فجور کی راہوں پر کاربند ہیں؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی سچی قدر کرتے ہیں اور میری باتوں کو قصہ کہانی نہیں جانتے تو یاد رکھو اور دل سے سن لو۔ مَیں پھر ایک بار ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں بلکہ بہت زبردست تعلق ہے اور ایسا تعلق ہے کہ جس کا اثر نہ صرف میری ذات تک بلکہ اس ہستی تک پہنچتا ہے جس نے مجھے بھی اس برگزیدہ انسان کامل کی ذات تک پہنچایا ہے جو دنیا میں صداقت اور راستی کی روح لے کر آیا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر ان باتوں کا اثر میری ہی ذات تک پہنچتا تو مجھے کچھ بھی اندیشہ اور فکر نہ تھا اور نہ ان کی پرواہ تھی مگر اس پر بس نہیں ہوتی۔ اس کا اثر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خود خدا تعالیٰ کی برگزیدہ ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں تم خوب دھیان دے کر سن رکھو کہ اگر اس بشارت سے حصہ لینا چاہتے ہو اور اس کے مصداق ہونے کی آرزو رکھتے ہو اور اتنی بڑی کامیابی (کہ قیامت تک مکفرین پر غالب رہو گے) کی سچی پیاس تمہارے اندر ہے تو پھر اتنا ہی میں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اس وقت تک حاصل نہ ہو گی جب تک لوامہ کے درجہ سے گزر کر مطمئنہ کے مینار تک نہ پہنچ جاؤ۔

اس سے زیادہ اَور میں کچھ نہیں کہتا کہ تم لوگ ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوند رکھتے ہو جو مامور من اللہ ہے۔ پس اس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنو اور اس پر عمل کرنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو جاؤ تا کہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو اقرار کے بعد انکار کی نجاست میں گر کر ابدی عذاب خرید لیتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 102 ایڈیشن 1984ء)

جس درد سے آپؑ نے یہ الفاظ ادا فرمائے ہیں ہمیں اسے محسوس کرنا چاہیے۔ اپنے ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ہم ان لوگوں میں سے بنیں جو مکفرین پر قیامت تک غالب رہنے والے ہوں اور یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب ہم اپنی حالتوں کو بھی وہ معیار حاصل کرنے والا بنائیں گے جو ایسے لوگوں کی حالتیں ہوتی ہیں۔ وہ معیار جو نفس مطمئنہ کی حالت پیدا کرنے والا ہے اگر نہیں تو ہم یہ چیز حاصل نہیں کر سکتے۔

پس ہمیں ہر وقت اپنے جائزے لیتے رہنا چاہیے۔ اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیتے رہنا چاہیے۔

اعلیٰ حالت حاصل کرنے، ایمان میں بڑھنے کے طریق کے حصول کی طرف راہنمائی کرتے ہوئے ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ سے اصلاح چاہنا اور اپنی قوت خرچ کرنا یہی ایمان کا طریق ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو یقین سے اپنا ہاتھ دعا کے لئے اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا ردّ نہیں کرتا ہے۔ پس خدا سے مانگو اور یقین اور صدق نیت سے مانگو۔ میری نصیحت پھر یہی ہے کہ اچھے اخلاق ظاہر کرنا ہی اپنی کرامت ظاہر کرنا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ میں کراماتی بننا نہیں چاہتا تو یہ یاد رکھے کہ شیطان اسے دھوکہ میں ڈالتا ہے۔ کرامت سے عُجب اور پندار مراد نہیں ہے۔ کرامت سے لوگوں کو اسلام کی سچائی اور حقیقت معلوم ہوتی ہے اور ہدایت ہوتی ہے۔ میں تمہیں پھر کہتا ہوں کہ عُجب اور پندار تو کرامتِ اخلاقی میں داخل ہی نہیں ہے۔ پس یہ شیطانی وسوسہ ہے۔ دیکھو یہ کروڑ ہا مسلمان جو روئے زمین کے مختلف حصص میں نظر آتے ہیں کیا یہ تلوار کے زور سے جبر و اکراہ سے ہوئے ہیں؟ نہیں! یہ بالکل غلط ہے۔ یہ اسلام کی کراماتی تاثیر ہے جو اُن کو کھینچ لائی ہے۔

کرامتیں انواع واقسام کی ہوتی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک اخلاقی کرامت بھی ہے جو ہر میدان میں کامیاب ہے۔

انہوں نے جو مسلمان ہوئے صرف راستبازوں کی کرامت ہی دیکھی اور اس کا اثر پڑا۔ انہوں نے اسلام کو عظمت کی نگاہ سے دیکھا نہ تلوار کو دیکھا۔

بڑے محقق انگریزوں کو یہ بات ماننی پڑی ہے کہ اسلام کی سچائی کی روح ہی ایسی قوی ہے جو غیر قوموں کو اسلام میں آنے پر مجبور کر دیتی ہے۔‘‘

پس دنیا کی اصلاح کے لیے، اسلام کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کے لیے، دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانے کے لیے جہاں اپنی روحانی حالت میں ترقی کی ضرورت ہے وہاں عملی حالت میں ترقی کی بھی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا کرنے کی ضرورت ہے تبھی کرامات بھی ظاہر ہوتی ہیں اور یہی بہترین تبلیغ کا ذریعہ بھی ہے۔

پھر ایک جگہ افرادِ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے کہ ایک احمدی کی کیا حالت ہونی چاہیے

آپؑ فرماتے ہیں: ’’جو شخص اپنے ہمسایہ کو اپنے اخلاق میں تبدیلی دکھاتا ہے کہ پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے وہ گویا ایک کرامت دکھاتا ہے۔ اس کا اثر ہمسایہ پر بہت اعلیٰ درجہ کا پڑتا ہے۔ ہماری جماعت پر اعتراض کرتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ کیا ترقی ہوگئی ہے اور تہمت لگاتے ہیں کہ افتراء غیظ وغضب میں مبتلا ہیں۔‘‘ یعنی لوگ جو احمدی ہیں ان میں کیا ترقی، کیا تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ پھر دوسری طرف افترا بھی باندھتے ہیں کہ غیظ وغضب میں مبتلا ہیں۔ ’’کیا یہ ان کے لئے باعثِ ندامت نہیں ہے کہ انسان عمدہ سمجھ کر اس سلسلہ میں آیا تھا۔ جیسا کہ ایک رشید فرزند اپنے باپ کی نیک نامی ظاہر کرتا ہے کیونکہ بیعت کرنے والا فرزند کے حکم میں ہوتا ہے۔ اور اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو امہات المؤمنین کہا ہے گویا کہ حضورؐ عامۃ المؤمنین کے باپ ہیں۔ جسمانی باپ زمین پر لانے کا موجب ہوتا ہے اور حیاتِ ظاہری کا باعث مگر روحانی باپ آسمان پر لے جاتا ہے اور اس مرکزی اصل کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کو بدنام کرے، طوائف کے ہاں جاوے اور قمار بازی کرتا پھرے۔ شراب پیوے یا اَور ایسے افعالِ قبیحہ کا مرتکب ہو جو باپ کی بدنامی کا موجب ہوں‘‘ فرمایا ’’میں جانتا ہوں کوئی آدمی ایسا نہیں ہو سکتا جو اس فعل کو پسند کرے لیکن جب وہ ناخلف بیٹا ایسا کرتا ہے تو پھر زبانِ خلق بند نہیں ہو سکتی۔ لوگ اس کے باپ کی طرف نسبت کر کے کہیں گے کہ یہ فلاں شخص کا بیٹا فلاں بدکام کرتا ہے۔ پس وہ ناخلف بیٹا خود ہی باپ کی بدنامی کا موجب ہوتا ہے۔ اسی طرح پر جب کوئی شخص ایک سلسلہ میں شامل ہوتا ہے اور اس سلسلہ کی عظمت اور عزت کا خیال نہیں رکھتا اور اس کے خلاف کرتا ہے تو وہ عند اللہ ماخوذ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ صرف اپنے آپ ہی کو ہلاکت میں نہیں ڈالتا بلکہ دوسروں کے لئے ایک برا نمونہ ہو کر ان کو سعادت اور ہدایت کی راہ سے محروم رکھتا ہے۔ پس جہاں تک آپ لوگوں کی طاقت ہے خدا تعالیٰ سے مدد مانگو اور اپنی پوری طاقت اور ہمت سے اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرو۔ جہاں عاجز آ جاؤ وہاں صدق اور یقین سے ہاتھ اٹھاؤ کیونکہ خشوع اور خضوع سے اٹھائے ہوئے ہاتھ جو صدق اور یقین کی تحریک سے اٹھتے ہیں خالی واپس نہیں ہوتے۔‘‘

اللہ میاں ضرور دعائیں قبول کرتا ہے۔ ’’ہم تجربہ سے کہتے ہیں کہ ہماری ہزار ہا دعائیں قبول ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں۔‘‘

فرمایا ’’یہ ایک یقینی بات ہے اگر کوئی شخص اپنے اندر اپنے ابنائے جنس کے لئے ہمدردی کا جوش نہیں پاتا وہ بخیل ہے۔ اگر میں ایک راہ دیکھوں جس میں بھلائی اور خیر ہے تو میرا فرض ہے کہ میں پکار پکار کر لوگوں کو بتلاؤں۔ اس امر کی پرواہ نہیں ہونی چاہئے کہ کوئی اس پر عمل کرتا ہے یا نہیں۔ کس بشنود یا نشنود من گفتگوئے می کنم۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 145-147)

کوئی سنے یا نہ سنے میں بات کرتا رہوں گا۔

پھر جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ کسی کی پرواہ نہیں کرتا مگر صالح بندوں کی۔ آپس میں اخوت اور محبت کو پیدا کرو اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو۔ ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صلح پیدا کر لو اور اس کی اطاعت میں واپس آ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے اور اس سے بچنے والے وہی ہیں جو کامل طور پر اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر کے اس کے حضور میں آتے ہیں۔ تم یاد رکھو کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہو جاؤ گے‘‘ کوشش کرو گے ’’تو خدا تمام رکاوٹوں کو دور کر دے گا اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کسان عمدہ پودوں کی خاطر کھیت میں سے ناکارہ چیزوں کو اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے اور اپنے کھیت کو خوش نما درختوں اور بارآور پودوں سے آراستہ کرتا اور ان کی حفاظت کرتا اور ہر ایک ضرر اور نقصان سے ان کو بچاتا ہے مگر وہ درخت اور پودے جو پھل نہ لاویں اور گلنے اور خشک ہونے لگ جاویں ان کی مالک پرواہ نہیں کرتا کہ کوئی مویشی آ کر ان کو کھاوے یا کوئی لکڑہارا اُن کو کاٹ کر تنور میں ڈال دیوے۔ سو ایسا ہی تم بھی یاد رکھو! اگر تم اللہ تعالیٰ کے حضور میں صادق ٹھہرو گے تو کسی کی مخالفت تمہیں تکلیف نہ دے گی۔ پر اگر تم اپنی حالتوں کو درست نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے فرمانبرداری کا ایک سچا عہد نہ باندھو تو پھر اللہ تعالیٰ کو کسی کی پرواہ نہیں۔

ہزاروں بھیڑیں اور بکریاں روز ذبح ہوتی ہیں پر ان پر کوئی رحم نہیں کرتا۔ اور اگر ایک آدمی مارا جاوے تو کتنی باز پرس ہوتی ہے۔ سو اگر تم اپنے آپ کو درندوں کی مانند بےکار اور لاپرواہ بناؤ گے تو تمہارا بھی ایسا ہی حال ہوگا۔ چاہئے کہ تم خدا کے عزیزوں میں شامل ہو جاؤ تا کہ کسی وبا کو یا آفت کو تم پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکے کیونکہ کوئی بات اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر زمین پر ہو نہیں سکتی۔ ہر ایک آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت کو درمیان میں سے اٹھا دو کہ اب وہ وقت ہے کہ تم ادنیٰ باتوں سے اعراض کر کے اہم اور عظیم الشان کاموں میں مصروف ہو جاؤ۔ لوگ تمہاری مخالفت کریں گے...... پر تم ان کو نرمی سے سمجھاؤ اور جوش کو ہرگز کام میں نہ لاؤ۔ یہ میری وصیت ہے اور اس بات کو وصیت کے طور پر یاد رکھو کہ ہرگز تندی اور سختی سے کام نہ لینا بلکہ نرمی اور آہستگی اور خلق سے ہر ایک کو سمجھاؤ۔‘‘ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 266-268)

پھر اس حقیقت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ ایک روز اللہ تعالیٰ کے حضور جانا ہے۔ پس عمدہ حالت میں اس دنیا سے کوچ کرنا چاہیے۔

آپؑ فرماتے ہیں: ’’میں پھر پکار کر کہتا ہوں اور میرے دوست سن رکھیں کہ وہ میری باتوں کو ضائع نہ کریں اور ان کو صرف ایک قصہ گو یا داستان کی کہانیوں ہی کا رنگ نہ دیں بلکہ میں نے یہ ساری باتیں نہایت دلسوزی اور سچی ہمدردی سے جو فطرتاً میری روح میں ہے کی ہیں۔ ان کو گوش دل سے سنو اور ان پر عمل کرو! ہاں خوب یاد رکھو اور اس کو سچ سمجھو کہ ایک روز اللہ تعالیٰ کے حضور جانا ہے۔ پس اگر ہم عمدہ حالت میں یہاں سے کوچ کرتے ہیں تو ہمارے لئے مبارکی اور خوشی ہے ورنہ خطرناک حالت ہے۔ یاد رکھو کہ جب انسان بری حالت میں جاتا ہے تو مکان بعید اس کے لئے یہیں سے شروع ہو جاتا ہے یعنی نزع کی حالت ہی سے اس میں تغیر شروع ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّهٗ مَنۡ يَّاۡتِ رَبَّهٗ مُجۡرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ لَا يَمُوۡتُ فِيۡهَا وَلَا يَحۡيٰى (طٰہٰ: 75) یعنی جو شخص مجرم بن کر آوے گا اس کے لئے ایک جہنم ہے جس میں نہ مرے گا اور نہ زندہ رہے گا۔ یہ کیسی صاف بات ہے۔ اصل لذت زندگی کی راحت اور خوشی ہی میں ہے بلکہ اسی حالت میں وہ زندہ متصور ہوتا ہے جبکہ ہر طرح کے امن و آرام میں ہو۔ اگر وہ کسی درد مثلاً قولنج یا درد دانت ہی میں مبتلا ہو جاوے تو وہ مُردوں سے بدتر ہوتا ہے اور حالت ایسی ہوتی ہے کہ نہ تو مردہ ہی ہوتا ہے اور نہ زندہ ہی کہلا سکتا ہے۔ پس اسی پر قیاس کر لو‘ اسی کو دیکھ لو، سوچ لو’ کہ جہنم کے دردناک عذاب میں کیسی بری حالت ہوگی‘ انسان کی۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 142-143) یہاں کی ہلکی تکلیفیں انسان برداشت نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا کرنے والا بناتے ہوئے آپ علیہ السلام کی نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک پاک تبدیلی ہم اپنے دلوں میں پیدا کرنے والے ہوں۔ اپنے عملی نمونوں کے ساتھ اپنی نسل کو بھی اسلام کی حقیقی تعلیم پر چلنے والا بنانے کی کوشش کرنے والے ہوں۔ یہ دنیا کی چمک دمک کبھی ہمارے اور ہماری نسلوں کے ایمانوں میں کمزوری پیدا کرنے والی نہ ہو۔ اسلام کے خوبصورت پیغام کو ہم دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ جلسہ کی تمام برکات سے ہمیں فیض پانے والا بھی بنائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ ہماری دعاؤں کو قبول فرمائے۔ اب دعا کر لیں۔

☆☆ دعا ☆☆

(بشکریہ الفضل 18 اکتوبر 2022)

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for
royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B, Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)
ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں
ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab, Thyrocare Mumbai
چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان   لقمان احمد باجوہ صاحب
پروپرائٹر: عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ   فون نمبر: +91-85579-01648, +91-96465-61639

جنت کی نعماء کے بارے میں قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں جو امور بیان ہوئے ہیں وہ سب تمثیلی کلام ہے
اور صرف ہمیں سمجھانے کے لئے ان چیزوں کی دنیاوی اشیاء کے ساتھ مماثلت بیان کی گئی ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَہُمۡ مِّنۡ قُرَّۃِ اَعۡیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ
یعنی کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے لئے ان کے اعمال کے بدلہ کے طور پر کیا کیا آنکھیں ٹھنڈی کرنے والی چیزیں چھپا کر رکھی گئی ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَا لَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ
یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں اسکا خیال گزرا ہے

میاں بیوی اگر اگلے جہاں میں بھی اکٹھا رہنا چاہتے ہیں تو مرد کو اپنی نیکی کے ساتھ اپنی بیوی کی نیکی کا بھی خیال رکھنا چاہیے
اور عورت کو اپنی نیکی کے ساتھ اپنے خاوند کی نیکی کا بھی خیال رکھنا چاہیے اور دونوں کو ایک دوسرے کو نیک بنانے کی کوشش کرنی چاہیے
تا کہ ایسا نہ ہو کہ میاں جنت میں ہو اور بیوی دوزخ میں ہو یا بیوی جنت میں ہو اور میاں دوزخ میں ہو

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط:50)

سوال: لندن سے ایک خاتون نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک خطبہ جمعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کی روشنی میں تیسری جنگ عظیم کے متعلق بیان تنبیہہ کے حوالہ سے اس جنگ کے بارے میں مزید شواہد دریافت کیے۔ نیز لکھا کہ غیر از جماعت لوگ جنّوں بھوتوں پر یقین رکھتے ہیں، انہیں جنّوں کی حقیقت کیسے سمجھائی جا سکتی ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 17؍دسمبر 2021ء میں ان سوالات کے درج ذیل جواب عطاء فرمائے۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مختلف رویاء وکشوف اور الہامات کے ذریعہ دنیا پر آنے والی جن بڑی بڑی آفات اور زلزلوں کی خبر دی ہے ان میں پانچ ہولناک تباہیوں کا خاص طور پر ذکر ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: پانچ زلزلوں کے آنے کی نسبت خدا تعالیٰ کی پیشگوئی جس کے الفاظ یہ ہیں ’’چمک دکھلاؤں گا تم کو اِس نشان کی پنج بار‘‘۔ اِس وحی الٰہی کا یہ مطلب ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ محض اس عاجز کی سچائی پر گواہی دینے کے لئے اور محض اس غرض سے کہ تا لوگ سمجھ لیں کہ میں اُس کی طرف سے ہوں پانچ دہشت ناک زلزلے ایک دوسرے کے بعد کچھ کچھ فاصلہ سے آئیں گے تا وہ میری سچائی کی گواہی دیں اور ہر ایک میں اُن میں سے ایک ایسی چمک ہوگی کہ اس کے دیکھنے سے خدا یاد آ جائے گا اور دلوں پر ایک اُن کا ایک خوفناک اثر پڑے گا اور وہ اپنی قوت اور شدت اور نقصان رسانی میں غیر معمولی ہوں گے جن کے دیکھنے سے انسانوں کے ہوش جاتے رہیں گے۔

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 395)

ان آفات کی ہولناکی اور شدت بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض اُن میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا اُن میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی......کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم اِن زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اُس دن خاتمہ ہو گا یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک اُن سے محفوظ ہے میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید اُن سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 269،268)

ان انذاری پیشگوئیوں میں زلزلہ کے الفاظ سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہیے کہ یہ آفات صرف زلزلہ کی صورت میں ہی دنیا پر نازل ہوں گی۔ بلکہ ان سے مراد زلزلوں ہی کی طرح تباہی پھیلانے والی کوئی اور آفات بھی ہوسکتی ہیں۔ چنانچہ اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا تعالیٰ کے کلام میں استعارات بھی ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنۡ کَانَ فِیۡ ہٰذِہٖۤ اَعۡمٰی فَہُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ اَعۡمٰی وَاَضَلُّ سَبِیۡلًا ○ (بنی اسرائیل 73) لہٰذا ممکن تھا کہ زلزلہ سے مراد اور کوئی عظیم الشان آفت ہوتی جو پورے طور پر زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتی۔ مگر ظاہر عبارت بہ نسبت تاویل کے زیادہ حق رکھتی ہے پس دراصل اس پیشگوئی کا حلقہ وسیع تھا لیکن خدا تعالیٰ نے دشمنوں کا منہ کالا کرنے کے لئے ظاہر الفاظ کی رو سے بھی اس کو پورا کر دیا۔ اور ممکن ہے کہ بعد اس کے بعض حصے اس پیشگوئی کے کسی اور رنگ میں بھی ظاہر ہوں لیکن بہرحال وہ امر خارقِ عادت ہوگا جس کی نسبت یہ پیشگوئی ہے......پس یہ پیشگوئی بلاشبہ اوّل درجہ کی خارق عادت امر کی خبر دیتی ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس کے بعد بھی کچھ ایسے حوادث مختلف اسبابِ طبعیہ سے ظاہر ہوں جو ایسی تباہیوں کے موجب ہو جائیں جو خارقِ عادت ہوں پس اگر اس پیشگوئی کے کسی حصہ میں زلزلہ کا ذکر بھی نہ ہوتا تب بھی یہ عظیم الشان نشان تھا کیونکہ مقصود تو اس پیشگوئی میں ایک خارقِ عادت تباہی مکانوں اور جگہوں کی ہے جو بے مثل ہے زلزلہ سے ہو یا کسی اور وجہ سے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 161)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور علیہ السلام کو بتائی جانے والی ان غیب کی خبروں کے عین مطابق دنیا دو عالمی جنگوں، طاعون کی وبا اور دنیا کے اکثر حصوں میں آنے والے غیر معمولی زلزلوں کی صورت میں چار نشانوں کے پورا ہونے کا ایک مرتبہ مشاہدہ کر چکی ہے، جن میں انسانی اور حیوانی جانوں، چرند پرند اور عمارتوں کا غیر معمولی نقصان ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو خاص طور پر پانچ نشانوں کے ظاہر ہونے کی خبر دی تھی۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ پانچواں نشان کس صورت میں ظاہر ہوتا ہے، کسی غیر معمولی زلزلہ کی شکل میں یا کسی عالمی وبا کی صورت میں یا تیسری عالمی جنگ کے طور پر دنیا پر تباہی لے کر آتا ہے۔ لیکن یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اگر دنیا نے عقل نہ کی اور اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع نہ کیا تو جس طرح پہلے چار نشان پورے ہوئے ہیں، یہ پانچواں نشان بھی پورا ہو گا اور اس کے بعد جیسا کہ ان پیشگوئیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اسلام کو انشاء اللہ غیر معمولی غلبہ نصیب ہو گا۔ اسی مضمون کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے 1967ء کے دورہ یورپ کے دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مذکورہ بالا پیشگوئی کی روشنی میں بیان فرمایا تھا، جس کا آپ نے اپنے خط میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ حضورؒ نے فرمایا:

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اسلام کی صداقت کے ثبوت کے طور پر سینکڑوں بلکہ ہزاروں نشانات دنیا کے سامنے پیش کیے جن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر پانچ عظیم تباہیوں کے بارے میں پیشگوئی فرمائی۔ دو پہلی اور دوسری جنگ عظیم کی صورت میں عظیم الشان طور پر پوری ہوئیں۔ تیسری ہولناک تباہی کے مہیب آثار آسمان پر ہویدا ہیں جس کے اثرات نہایت ہی خوفناک اور تباہ کن ہوں گے۔ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ خبر بھی دی کہ اس تیسری تباہی کے ساتھ غلبۂ اسلام کا زمانہ بھی وابستہ ہے۔

اس تباہی سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ انسان سچے راستے کو اختیار کرے اور وہ راستہ اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قہر عنقریب اس دنیا پر نازل ہونے والا ہے۔ تباہی کی آگ بھڑک اٹھی ہے۔ آؤ! اور استغفار کے آنسوؤں سے اس آگ کے لپکتے ہوئے شعلوں کو سرد کرو۔ آؤ! اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رحم و کرم کے ٹھنڈے سائے تلے پناہ حاصل کرلو۔ اٹھو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک زندہ تعلق قائم کرو۔ آؤ! اگر تم اس بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا چاہتے ہو۔

(خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 11؍اگست 1967ء خطبات ناصر جلد اوّل صفحہ 808)

باقی جہاں تک جنّوں اور بھوتوں کے تصور کی بات ہے تو غیر از جماعت لوگوں میں جنّوں اور بھوتوں کے بارے میں جو تصور پایا جاتا ہے، قرآن کریم اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ البتہ قرآن کریم اور احادیث میں جنّ کا لفظ کثرت کے ساتھ اور مختلف معنوں میں آیا ہے۔ اور ہر جگہ سیاق وسباق کے مطابق اس لفظ کے معانی ہوں گے۔

جنّ کے بنیادی معنی مخفی رہنے والی چیز کے

ہیں۔ جو خواہ اپنی بناوٹ کی وجہ سے مخفی ہو یا اپنی عادات کے طور پر مخفی ہو اور یہ لفظ مختلف صیغوں اور مشتقات میں منتقل ہوکر بہت سے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اوران سب معنوں میں مخفی اور پس پردہ رہنے کا مفہوم مشترک طور پر پایا جاتا ہے۔

چنانچہ جنّ والے مادہ سے بننے والے مختلف الفاظ مثلاً جَنَّ سایہ کرنے اور اندھیرے کا پردہ ڈالنے، جنین ماں کے پیٹ میں مخفی بچہ، جنون وہ مرض جو عقل کو ڈھانک دے، جنان سینہ کے اندر چھپا دل، جَنَّۃ باغ جس کے درختوں کے گھنے سائے زمین کو ڈھانپ دیں، مِجَنَّۃ ڈھال جس کے پیچھے لڑنے والا اپنے آپ کو چھپالے، جانٌّ سانپ جو زمین میں چھپ کر رہتا ہو، جَنن قبر جو مردے کو اپنے اندر چھپالے اور جُنَّۃ اوڑھنی جو سر اور بدن کو ڈھانپ لے کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔

پھر جنّ کا لفظ باپردہ عورتوں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ نیز ایسے بڑے بڑے رؤسا اور اکابر لوگوں کے لئے بھی بولا جاتا ہے جو عوام الناس سے اختلاط نہیں رکھتے۔ نیز ایسی قوموں کے لوگوں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جو جغرافیائی اعتبار سے دور دراز کے علاقوں میں رہتے اور دنیا کے دوسرے حصوں سے کٹے ہوئے ہیں۔

اسی طرح تاریکی میں رہنے والے جانوروں اور بہت باریک کیڑوں مکوڑوں اور جراثیم کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کو اپنے کھانے پینے کے برتنوں کو ڈھانپ کر رکھنے کا ارشاد فرمایا اور ہڈیوں سے استنجا سے منع فرمایا اور اسے جنوں یعنی چونٹیوں، دیمک اور دیگر جراثیم کی خوراک قرار دیا۔

علاوہ ازیں جنّ کا لفظ مخفی ارواح خبیثہ یعنی شیطان اور مخفی ارواح طیبہ یعنی ملائکہ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا مِنَّا الصّٰلِحُوۡنَ وَ مِنَّا دُوۡنَ ذٰلِكَ۔ (سورۃ الجن: 12) یعنی ہم میں سے کچھ نیک لوگ ہیں اور کچھ اس کے خلاف بھی ہیں۔

پس جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے کہ ہر جگہ سیاق و سباق کے اعتبار سے اس لفظ کے معانی ہوں گے۔

جنّوں کے متعلق میرا ایک تفصیلی جواب الفضل انٹرنیشنل 25/جون 2021ء میں اردو میں اور الحکم 02/جولائی 2021ء میں انگریزی زبان میں شائع ہو چکا ہے، وہاں سے بھی اس بارے میں استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

سوال: جرمنی سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں استفسار بھجوایا کیا کہ قرآن کریم میں حوروں کا جو ذکر ہے، غیر از جماعت لوگ اس کا غلط مطلب نکالتے ہیں۔ ان حوروں سے اصل میں کیا مراد ہے؟ اسی طرح انہوں نے پوچھا کہ شادی کے بعد عورت کے لئے خاوند کا نام اپنانا ضروری ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مؤرخہ 20 دسمبر 2021ء میں ان سوالات کے بارے میں درج ذیل ارشادات فرمائے۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: جنت کی نعماء کے بارے میں قرآن کریم اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو امور بیان ہوئے ہیں وہ سب تمثیلی کلام ہے اور صرف ہمیں سمجھانے کیلئے ان چیزوں کی دنیاوی اشیاء کیساتھ مماثلت بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَثَلُ الۡجَنَّةِ الَّتِیۡ وُعِدَ الۡمُتَّقُوۡنَ (الرعد: 36) یعنی اس جنت کی مثال جس کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے (یہ ہے)

پھر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ (السجدہ: 18) یعنی کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے لئے ان کے اعمال کے بدلہ کے طور پر کیا کیا آنکھیں ٹھنڈی کرنے والی چیزیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ ذُخْرًا مِنْ بَلْهِ مَا أُطْلِعْتُمْ عَلَيْهِ۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر) یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گزرا ہے۔ وہ نعمتیں ایسا ذخیرہ ہیں کہ ان کے مقابل پر جو نعمتیں تمہیں معلوم ہیں ان کا کیا ذکر۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں: خدا نے بہشت کی خوبیاں اس پیرایہ میں بیان کی ہیں جو عرب کے لوگوں کو چیزیں دل پسند تھیں وہی بیان کردی ہیں تا اس طرح پر ان کے دل اس طرف مائل ہو جائیں۔ اور دراصل وہ چیزیں اور ہیں یہی چیزیں نہیں۔ مگر ضرور تھا کہ ایسا بیان کیا جاتا تا کہ دل مائل کیے جائیں۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 424)

سورۃ السجدۃ کی مذکورہ بالا آیت کی وضاحت کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: کوئی نفس نیکی کرنے والا نہیں جانتا کہ وہ کیا کیا نعمتیں ہیں جو اس کے لئے مخفی ہیں۔ سو خدا نے ان تمام نعمتوں کو مخفی قرار دیا جن کا دنیا کی نعمتوں میں نمونہ نہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا کی نعمتیں ہم پر مخفی نہیں ہیں اور دودھ اور انار اور انگور وغیرہ کو ہم جانتے ہیں اور ہمیشہ یہ چیزیں کھاتے ہیں۔ سو اس سے معلوم ہوا کہ وہ چیزیں اور ہیں اور ان کو ان چیزوں سے صرف نام کا اشتراک ہے۔ پس جس نے بہشت کو دنیا کی چیزوں کا مجموعہ سمجھا اس نے قرآن شریف کا ایک حرف بھی نہیں سمجھا۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 397،398)

ان نعمتوں کے مخفی رکھنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا کے چھپانے میں بھی ایک عظمت ہوتی ہے اور خدا کا چھپانا ایسا ہے جیسے کہ جنت کی نسبت فرمایا فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡيُنٍ (کہ کوئی جی نہیں جانتا کہ کیسی کیسی قُرَّةِ اَعۡيُنٍ ان کے لئے پوشیدہ رکھی گئی ہے) دراصل چھپانے میں بھی ایک قسم کی عزت ہوتی ہے جیسے کھانا لایا جاتا ہے تو اس پر دسترخوان وغیرہ ہوتا ہے تو یہ ایک عزت کی علامت ہوتی ہے۔

(البدر نمبر 11، جلد 1، مؤرخہ 9/جنوری 1903ء صفحہ 86)

جنت کی حوروں کا معاملہ بھی تمثیلی کلام پر مبنی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے چار جگہوں پر حوروں کا ذکر فرمایا ہے۔ پہلی دو جگہ (سورۃ الدخان اور سورۃ الطور) میں فرمایا کہ ہم جنتیوں کو بڑی بڑی سیاہ آنکھوں والی حوروں کے ساتھ ازدواجی رشتہ میں باندھ دیں گے۔ اور باقی دو جگہ (سورۃ الرحمٰن اور سورۃ الواقعہ) میں ان حوروں کی صفات بیان کی گئی ہیں کہ وہ خیموں میں محفوظ یاقوت و مرجان موتیوں کی طرح ہوں گی۔ یعنی شرم و حیا سے معمور، نیک، پاکباز، خوبصورت اور خوب سیرت ہوں گی۔

پس قرآن کریم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حوروں سے مراد نیک اور پاک جوڑے ہیں جو جنت میں مومن مردوں اور مومن عورتوں کے ساتھ ازدواجی رشتہ میں بندھے ہوں گے اور انہیں بطور انعام ملیں گے۔ ان جوڑے کی کیفیت کیا ہو گی؟ اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ انسان کو اس کا علم اسی وقت ہو گا جب وہ جنت میں جائے گا۔

باقی جہاں تک اس بارے میں قرآنی تفاسیر کا تعلق ہے تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ البقرہ کی آیت وَلَهُمۡ فِيۡهَاۤ اَزۡوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جنتیوں کو وہاں پاک ساتھی یعنی پاک بیویاں اور پاک خاوند ملیں گے جو ایک دوسرے کی روحانی ترقی میں مدد کرنے والے ہونگے۔ اس لئے اس دنیا کے میاں بیوی اگر اگلے جہاں میں بھی اکٹھا رہنا چاہتے ہیں تو مرد کو اپنی نیکی کے ساتھ اپنی بیوی کی نیکی کا بھی خیال رکھنا چاہیے اور عورت کو اپنی نیکی کے ساتھ اپنے خاوند کی نیکی کا بھی خیال رکھنا چاہیے اور دونوں کو ایک دوسرے کو نیک بنانے کی کوشش کرنی چاہیے تا کہ ایسا نہ ہو کہ میاں جنت میں ہو اور بیوی دوزخ میں ہو یا بیوی جنت میں ہو اور میاں دوزخ میں ہو۔

(ملخص از تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ 252)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ سورۃ الدخان کی آیت وَ زَوَّجۡنٰهُمۡ بِحُوۡرٍ عِيۡنٍ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم ان کی ازواج کو حور بنادیں گے اور انہیں ازدواجی رشتہ میں باندھیں گے۔ پھر اس سے اگلی آیت میں فرمایا کہ ہم ان کے ساتھ جنت میں ان کی اولاد کو بھی جمع کر دیں گے۔ اس جگہ بیوی کا ذکر اس لئے چھوڑ دیا کہ وَ زَوَّجۡنٰهُمۡ بِحُوۡرٍ عِيۡنٍ پہلی آیت میں آچکا ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بڑھیا سے کہا کہ جنت میں کوئی بوڑھی نہیں جائے گی۔ تو اس نے رونا شروع کر دیا کہ یا رسول اللہ میں کہاں مروں کھپوں گی؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے یہ تو نہیں کہا کہ تم نہیں جاؤ گی۔ میں نے یہ کہا ہے کہ جنت میں کوئی بوڑھی نہیں جائے گی۔ تم جوان ہونے کی حیثیت میں وہاں جاؤ گی۔ تو جب بوڑھی وہاں جوان ہونے کی حیثیت میں جائے گی تو بدصورت وہاں خوبصورت حیثیت میں جائے گی۔ جو لنگڑی لولی یہاں سے گئی ہے وہاں صحت مند اعضا، بھرپور نشوونما کے ساتھ جائے گی۔ تو زَوَّجۡنٰهُمۡ بِحُوۡرٍ عِيۡنٍ کہ ان کے ساتھ ازدواجی رشتہ میں باندھا جائے گا بڑھیا سے نہیں، جس حالت میں اس نے اس دنیا میں اپنی بیوی چھوڑی بلکہ حُوۡرٍ عِيۡنٍ کے ساتھ جو جوان بھی ہو گی، خوبصورت بھی ہو گی، نیک بھی ہو گی۔ بہرحال یہاں حور کا لفظ زوج کی حیثیت سے آیا ہے۔

(ملخص از خطبہ جمعہ مؤرخہ 19/فروری 1982ء، خطبات ناصر جلد نہم صفحہ 386،387)

شادی کے بعد بیوی کے لئے خاوند کا نام اپنانے کا سوال کوئی شرعی مسئلہ نہیں ہے جس کی پابندی ضروری ہو۔ اگر دل چاہے تو اپنا لیا جائے اور اگر دل نہ چاہے تو نہ اپنائے۔ اور اگر سرکاری کاغذات میں نام اپنانا لازمی ہو تو اپنا لینا چاہیے، اس میں کوئی حرج کی بات بھی نہیں۔

(ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ایک سچے مومن کیلئے ضروری ہے کہ وہ ہر وقت اس بات کو اپنے پیش نظر رکھے کہ دنیوی زندگی دراصل ایک عارضی زندگی ہے اور اسکی تکالیف بھی عارضی ہیں اور جن لوگوں کو اس عارضی زندگی میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اسکے بدلہ میں ایسے شخص کی اخروی زندگی جو دراصل دائمی زندگی ہے، کی تکالیف دور فرما دیتا ہے۔ (بدر 1 دسمبر 2022 صفحہ 15)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اگر کسی وقت دنیا کی اصلاح کیلئے کسی مصلح کی ضرورت پڑی تو اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے متبعین میں سے کسی ایسے شخص کو دنیا کی اصلاح کیلئے کھڑا کریگا جو وقت کا خلیفہ ہوگا لیکن خلیفہ سے بڑھ کر مصلح کا مقام بھی اسے عطا ہوگا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس مقام پر فائز فرمایا تھا۔ (بدر 8 دسمبر 2022 صفحہ 15)

طالب دعا: ناصر احمد ایم. بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم. اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

حقیقی مومن وہی ہے جو اندر اور باہر انصاف قائم کرنے والا ہے، جس کا قول و فعل اندر اور باہر ایک جیسا ہے

حقیقی عابد اور مسجدوں کو آباد کرنے والا وہی ہے جو خدا تعالیٰ کا خوف اور خشیت اپنے اندر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والا ہو

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 7/اکتوبر 2022 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: جہاں اسلام کا تعارف کروانا ہو تو کیا کرنا چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ جہاں اسلام کا تعارف کروانا ہو وہاں مسجد بنادو۔

سوال: حقیقی مومن کون ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: پس حقیقی مومن وہی ہے جو اندر اور باہر انصاف قائم کرنے والا ہے، جس کا قول و فعل اندر اور باہر ایک جیسا ہے۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے کس شخص کے متعلق فرمایا کہ وہ خدا تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندوں کے حقوق ادا نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کا بھی حق ادا نہیں کرتا۔

سوال: حقیقی عابد کون ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حقیقی عابد اور مسجدوں کو آباد کرنے والا وہی ہے جو خدا تعالیٰ کا خوف اور خشیت اپنے اندر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والا ہو۔

سوال: مسلمانوں کی حالت بگڑنے سے کیا ہوا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مسلمانوں کی حالت بگڑنے کی وجہ سے ہی اسلام کا زوال شروع ہوا جب انہوں نے انصاف اور عبادتوں کو دکھاوا بنالیا یا اس کا حق ادا نہیں کیا اور پھر سب کچھ ضائع ہو گیا۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کی موجودہ حالات کے بارے میں کیا پیشگوئی فرمائی تھی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اس زمانے کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور انہی میں لوٹ جائیں گے۔

سوال: کون کون سی برائیاں آج کل رائج ہیں؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اب یہ زمانہ ہے کہ اس میں ریاکاری، عجب اور تکبر کی ایک قسم ہے خود بینی اپنے آپ کو ہی سب کچھ سمجھنا۔ تکبر، نخوت، رعونت وغیرہ صفات رذیلہ تو ترقی کر گئے ہیں اور مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وغیرہ صفاتِ حسنہ جو تھے وہ آسمان پر اٹھ گئے ہیں۔

سوال: اعمال کے لئے کیا شرط ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اعمال کیلئے اخلاص شرط ہے۔ جیسا کہ فرمایا مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ۔ یہ اخلاص ان لوگوں میں ہوتا ہے جو ابدال ہیں۔

سوال: مسجدوں کی اصل زینت کیا ہوتی ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: مسجدوں کی اصل زینت عمارتوں کیساتھ نہیں ہے بلکہ ان نمازیوں کے ساتھ ہے جو اخلاص کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ نے ہماری پیدائش کی اصل غرض کیا بیان فرمائی؟

جواب: حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: تمہارے پیدا کرنے سے خدا تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ تم اسکی عبادت کرو اور تم اس کیلئے بن جاؤ۔ دنیا تمہاری مقصود بالذات نہ ہو۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی مساجد کون لوگ آباد کرتے ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ کی مساجد کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔ پس ہمیں ان ایمان لانے والوں میں سے ہونا چاہیے جو مسجدوں کو آباد کرنے والے ہیں اور مسجدوں کو آباد کرنے والوں کی نشانی یہ ہے کہ وہ ایک نماز سے دوسری نماز تک انتظار کرتے ہیں۔

سوال: جو اللہ تعالیٰ کی خاطر مسجد بناتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کس طرح نوازتا ہے؟

جواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ جنت میں اس کیلئے ویسا ہی گھر بنائے گا۔

سوال: انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کا کب حامل بنتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی رضا کا انسان تبھی حامل بنتا ہے جب اس کے حکموں پر چلنے والا ہو، اسکی عبادت کا حق ادا کرنے والا ہو، حقوق العباد ادا کرنے والا ہو، وفا اور اخلاص سے دین کو دنیا پر مقدم کرنے والا ہو، اپنی بیعت کا حق ادا کرنے والا ہو۔

سوال: ایک احمدی مسلمان کو دنیا میں کسطرح رہنا چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہر احمدی کو اسلام کی تعلیم کا نمونہ بننا چاہیے۔ دنیا کو ایک واضح فرق نظر آنا چاہیے کہ اس دنیادار معاشرے میں ایسے لوگ بھی ہیں جو دنیا میں رہتے ہوئے دنیا کے کام کرتے ہوئے پھر دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے بھی ہیں اور اپنے پیدا کرنے والے قادر و توانا خدا سے تعلق رکھنے والے بھی ہیں اور مخلوق کی ہمدردی کرنے والے بھی ہیں اور مخلوق کے کام آنے والے بھی ہیں۔ جب یہ چیز دنیادار دیکھتے ہیں تو ان میں تجسس پیدا ہوتا ہے اور پھر یہی اسلام کی تبلیغ کے راستے کھولتا ہے۔ پس اب ہر احمدی کو پہلے سے بڑھ کر اسلام کی تعلیم کی عملی تصویر بننے کی ضرورت ہے۔

سوال: انصاف قائم کرنے کی بابت اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں کیا بیان فرماتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انصاف کرو اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کسی قوم کی دشمنی بھی تمہیں انصاف سے دور نہ کرے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کے حضور ہم کب ایک معصوم بچے کی طرح حاضر ہوں گے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آج کل کے اس دنیاوی ماحول میں اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے توبہ استغفار کی طرف مستقل توجہ ہوگی تو تبھی کامیابی ملے گی، تبھی ایک معصوم بچے کی طرح اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں گے۔

سوال: ہم نے دنیا کو اسلام کی تعلیم کے بارے میں کیا سمجھانا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: دنیا کو ہم نے بتانا ہے کہ تم جو اسلام کو اور مسلمانوں کو حقیر سمجھتے ہو اور تمہارے نزدیک یہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں لیکن یاد رکھو یہی لوگ ہیں جن کی تعلیم پر عمل سے دنیا کی بقا ہے۔ پس مکمل خود اعتمادی کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو اس کے آگے جھکتے ہوئے، مانگتے ہوئے، ہمیں دنیا کی راہنمائی کا کام کرنا ہوگا۔

سوال: کس طرح ہم ان لوگوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں جو لوگ ہمارا مذاق اڑاتے ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اعتماد پیدا کرو اور اس یقین پر قائم رہو کہ آج دنیا کی بقا ہمارے ہاتھوں میں ہے کیونکہ ہم اس مسیح موعودؑ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے ماننے والے ہیں جو دنیا کو زندگی دینے کیلئے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم کے پھیلانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اور اب اسکے ساتھ جڑنے سے ہی دنیا و آخرت سنور سکتے ہیں۔ دنیا والوں کو بتائیں کہ تم اس دنیا کی چمک دمک اور ترقیات پر خوش نہ ہو جاؤ۔ مرنے کے بعد کی زندگی ہمیشہ کی زندگی ہے اور وہاں اگر انسان خالی ہاتھ جائے پھر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سامنا کرنا ہوگا اور پھر وہ کیا سلوک کرتا ہے وہ بہتر جانتا ہے لیکن اسکے ساتھ ہمیں ہمیشہ اس بات کو بھی سامنے رکھنا چاہیے کہ جب ہم دنیا کو اس تفصیل سے ہوشیار کریں گے تو ہمارا اپنا ہر قول و فعل اس تعلیم کے مطابق ہو، ہماری عبادتوں کے معیار بلند ہوں اور ہمارے حقوق العباد کے معیار بلند ہوں۔

سوال: آجکل جو مسلمانوں پر حملے ہو رہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: غیر مسلموں اور اسلام مخالف لوگوں نے جو اسلام پر حملے کیے اور اس عظیم مذہب کو ذلیل اور حقیر سمجھا تو اس میں مسلمانوں کا اپنا ہاتھ بھی تھا۔ اگر مسلمان نہ بگڑتے تو دشمن کبھی اس طرح اسلام پر حملے کرنے کی جرأت نہ کرتا۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی لازوال محبت انسان پر کب نازل ہوتی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: صرف ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ کے دروازے پر مانگنے نہ جائیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے ایک ذاتی محبت پیدا کریں پھر اللہ تعالیٰ اس انسان سے محبت کرتا ہے اور اس کیلئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کے حکموں کی مکمل اطاعت کی جائے۔ اللہ کے رسول سے محبت کرنا بھی ضروری ہے اور محبت کے جذبے سے اطاعت کی جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی محبت کا اظہار ہوتا ہے اور جب یہ دو محبتیں ملتی ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وہ بارش برستی ہے جو انسان کی سوچ سے بھی بالا ہے۔

......☆......☆......☆......

اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے

جہاں اس کی عبادت کرنا ضروری ہے وہاں اس کی راہ میں اپنی پاک کمائی میں سے خرچ کرنا بھی ضروری ہے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 23 ستمبر 2005 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورہ آل عمران درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ترجمہ: تم کامل نیکی ہرگز نہیں پاسکتے جب تک کہ اپنی پسندیدہ اشیاء میں سے خدا کے لئے خرچ نہ کرو۔ اور جو کوئی بھی چیز تم خرچ کرو، اللہ اسے یقیناً خوب جانتا ہے۔

سوال: قرآن کریم کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے نماز کے ساتھ ہی کس چیز کا حکم دیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: قرآن کریم کے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ نے نماز کے حکم کے ساتھ ہی مالی قربانی کے بارے میں بھی فرما دیا جیسا کہ فرمایا وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (البقرۃ: 4) نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے کیا ضروری ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے جہاں اس کی عبادت کرنا ضروری ہے وہاں اس کی راہ میں اپنی پاک کمائی میں سے خرچ کرنا بھی ضروری ہے۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ایک مرتبہ عورتوں میں تحریک فرمائی کہ دین کو مالی قربانی کی ضرورت ہے تو انہوں نے کس طرح مالی قربانی میں حصہ لیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں میں تحریک فرمائی کہ دین کو مالی قربانی کی ضرورت ہے تو حضرت بلالؓ نے جو اپنی چادر پھیلائی ہوئی تھی وہ عورتوں کے زیورات سے بھر گئی۔ عورتیں امڈی پڑتی تھیں، ایک دوسرے پر گرتی پڑتی تھیں کہ جو کچھ ہے پیش کر دیں۔

سوال: مالی قربانیوں میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کس طرح حصہ لیا کرتے تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایک دفعہ آپؐ کی تحریک پر حضرت عمرؓ اپنے گھر کا آدھا سامان لے کر حاضر ہوئے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر کا کُل

اثاثہ اللہ اور اس کے رسول کے حضور پیش کرنے کیلئے لے آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے ابوبکر! گھر میں بھی کچھ چھوڑ کے آئے ہو؟ تو عرض کی: گھر میں اللہ اور اس کا رسول ؐ چھوڑ آیا ہوں جس سے بڑھ کر کوئی اثاثہ نہیں ہے، جس سے بڑھ کر کوئی سامان نہیں ہے، جس سے بڑھ کر کوئی جائیداد نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ جب میں اپنے گھر کا آدھا سامان لے کر حاضر ہوا تھا تو اس وقت میرا خیال تھا کہ آج مَیں ابوبکر سے آگے نکل گیا ہوں لیکن کہتے ہیں کہ ابوبکر کی بات سن کر میں نے سوچا کہ مَیں ابوبکر سے کبھی آگے نہیں نکل سکتا۔

سوال: جب آیت لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ انصاری نے کیا مالی قربانی پیش کی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جب آیت لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ نازل ہوئی تو حضرت ابو طلحہ انصاریؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یہ باغ مجھے سب سے زیادہ پسند ہے مَیں اسے اللہ کی راہ میں دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری اس نیکی کو قبول کرے گا اور میرے آخرت کے ذخیرے میں شامل کرے گا۔

سوال: تم حقیقی نیکی جو نجات تک پہنچاتی ہے کب تک نہیں پا سکتے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: تم حقیقی نیکی کو جو نجات تک پہنچاتی ہے نہیں پا سکتے بجز اسکے کہ تم خدا تعالیٰ کی راہ میں وہ مال اور وہ چیزیں خرچ کرو جو تمہاری پیاری ہیں۔

سوال: اگر آنحضرت ﷺ کے زمانے اور آج کے حالات میں کیا فرق ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس زمانہ میں جان سے پیارے کوئی شئے نہیں کیونکہ جان سے پیاری کوئی شے نہیں۔ اور اُس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان ہی دینی پڑتی تھی۔ تمہاری طرح وہ بھی بیوی اور بچے رکھتے تھے۔ جان سب کو پیاری لگتی ہے۔ مگر وہ ہمیشہ اس بات پر حریص رہتے تھے کہ موقع ملے تو اللہ کی راہ میں جان قربان کردیں۔

سوال: بیکار اور نکمی چیزوں کے خرچ کرنے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: یہ امر ذہن نشین کرلو کہ نکمی چیزوں کے خرچ کرنے سے کوئی نیکی کو نہیں پا سکتا۔ کیونکہ نص صریح ہے لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ جب تک عزیز سے عزیز اور پیاری سے پیاری چیزوں کو خرچ نہ کرو گے اس وقت تک محبوب اور عزیز ہونے کا درجہ نہیں مل سکتا۔ اگر تکلیف اٹھانا نہیں چاہتے اور حقیقی نیکی کو اختیار کرنا نہیں چاہتے تو کیونکر کامیاب اور بامراد ہو سکتے ہو۔

سوال: خدا تعالیٰ کی رضا مندی کب تک حاصل نہیں ہو سکتی؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: خدائے تعالیٰ کی رضا مندی جو حقیقی خوشی کا موجب ہے حاصل نہیں ہوسکتی جب تک عارضی تکلیفیں برداشت نہ کی جاویں۔

سوال: ہمارے مالوں اور اولادوں میں برکت کس طرح پڑیگی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اگر اپنے مالوں اور اولادوں میں برکت ڈالنی ہے تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے میں کبھی کنجوسی اور بخل سے کام نہ لو۔

سوال: اللہ تعالیٰ مالی قربانی کرنے والوں کو کس طرح نوازتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنۡ تُقۡرِضُوا اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا یُّضٰعِفۡہُ لَکُمۡ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ شَکُوۡرٌ حَلِیۡمٌ (التغابن:18) اگر اللہ کو قرضہ حسنہ دوگے تو وہ اُس کو تمہارے لئے بڑھا دے گا اور تمہارے لئے بخشش کے سامان پیدا کرے گا اور اللہ بہت قدردان اور ہر بات کو سمجھنے والا ہے۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے مال خرچ کرنے والے سخی اور روک کر رکھنے والے کنجوس کی بابت کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ خرچ کرنے والے سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور پیدا کر۔ دوسرا کہتا ہے اے اللہ! روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاک کر اور اس کا مال و متاع برباد کردے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے منشی اروڑا خان صاحبؓ کی مالی قربانی کے بارے میں کیا لکھتے ہیں؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے ہیں کہ: جبی فی اللہ منشی محمد اروڑا نقشہ نویس مجسٹریٹ۔ منشی صاحب محبت و خلوص اور ارادت میں زندہ دل آدمی ہیں۔ سچائی کے عاشق اور سچائی کو بہت جلد سمجھ جاتے ہیں۔ خدمات کو نہایت نشاط سے بجالاتے ہیں۔ بلکہ وہ تو دن رات اسی فکر میں لگے رہتے ہیں کہ کوئی خدمت مجھ سے صادر ہو جائے۔ عجیب منشرح الصدر اور جان نثار آدمی ہے۔ مَیں خیال کرتا ہوں کہ ان کو اس عاجز سے ایک نسبت عشق ہے۔ شاید ان کو اس سے بڑھ کر اور کسی بات میں خوشی نہیں ہوتی ہوگی کہ اپنی طاقتوں اور اپنے مال اور اپنے وجود کی ہر یک توفیق سے کوئی خدمت بجا لاویں۔ وہ دل و جان سے وفادار اور مستقیم الاحوال اور بہادر آدمی ہیں۔ خدائے تعالیٰ ان کو جزائے خیر بخشے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی منشی ظفر احمد صاحب کی مالی قربانی کس طرح کیا کرتے تھے؟

جواب: ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی ضرورت کے لئے رقم کا اظہار فرمایا کہ ان کی جماعت ادا کرسکتی ہے تو وہ لینے کے لئے گئے اور گھر جا کر بیوی کا زیور بیچ کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں وہ رقم پیش کردی اور یہ نہ بتایا کہ یہ رقم کہاں سے حاصل ہوئی ہے، کس طرح حاصل ہوئی ہے۔ کچھ عرصے بعد جب ان کے دوسرے ساتھیوں کو علم ہوا تو بڑے ناراض ہوئے کہ ہمیں کیوں نہیں بتایا، ہمیں کیوں ثواب سے محروم رکھا۔ تو یہ جذبے تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے زمانے میں اپنے ماننے والوں میں پیدا کئے۔

......☆......☆......☆......

عید مبارک

نصر الحق نصر نیپالی معلم سلسلہ وقفِ جدید ارشاد

عید کی خوشیاں مبارک آپکو ❁ آئی ہے پھر سے بہاریں جھوم کر
سب جماعت کو امام وقت کو ❁ ہو مبارک تا عمر عید الفطر
مومنوں کے واسطے ہے یہ خوشی ❁ وہ کہ جس نے روزے رکھے ماہ بھر
شکر کا دن ہے اصل میں عید کا ❁ اس لئے ہوتے ہیں ہم شیر و شکر
کبریائی ہم کریں مولی کی بس ❁ عید ، غیرِ عید ہر شام وسحر
اُن کی خوشیوں کا بھی ہم رکھیں خیال ❁ جو ہیں بیچارے غریب اور مضطر
عید پر آنے سے پہلے ہو ادا ❁ جو بھی واجب ہم پے ہے صدقہ فطر
عید پر عیدی بھی دیں اطفال کو ❁ جو عطا کردہ ہیں مولا سے ثمر
ان کے دم سے شاد ہے آباد ہے ❁ مسجد و مکتب محلہ اور گھر
نیز ماتحتوں کا ہم کو ہوش ہو ❁ بیویاں ہوں یا ملازم پیشہ ور
خوش لباس وخوش طعام وخندہ باش ❁ عید کے رہتے ہیں سارے منتظر
زندگی میں روز ہو دن عید سا ❁ ہے دعا گو روز و شب عاجز نصر

......☆......☆......☆......

اعلان برائے اسامی سول انجینئر صدر انجمن احمدیہ قادیان

شرائط

1-امیدوار کی عمر 38 سال سے زائد نہ ہو۔ اور اردو، انگریزی زبان پر عبور حاصل ہو۔

2-امیدوار ہوشیار اور پیشہ وارانہ صلاحیت کا حامل ہو اُمیدوار نے سول انجینئرنگ میں ڈگری حاصل کی ہوئی ہو نیز بلنگ مواد و مقدار و تخمینہ کی reconciliation کے بارہ میں 3 سے 5 سال کا تجربہ ہو۔

2- Candidate should be a smart professional with degree in civil engineering (3 to 5 years experience) in billing ,reconciliation of material and quantity estimation.

3-امیدوار سائٹ پر نیز ورک آرڈر، معاہدے اور تخمینہ کی مقدار کے مطابق بل چیکنگ کا ہنر جانتا ہو۔

3-Bill Checking on site as well as in accordance with work order/ agreement and estimated quantities

4-تکمیل شدہ کاموں کیلئے اصل بمقابلہ نظریاتی مقدار کا موازنہ کرسکتا ہو۔ تعمیرات سے متعلق نقشے پڑھ اور سمجھ سکتا ہو۔

4- Make a comparison of actual vs,theoretical quantities for projects completed.

5-اُمیدوار تخمینہ لگانے، بل بنانے، قیمتوں کا تجزیہ، بل کا تخمینہ، لاگت، اور ٹھکیداروں کے بلوں کی چیکنگ، تصدیق اور منظوری و معاہدہ کرانے میں مہارت رکھتا ہو۔

5- Should be well versed with making estimations ,preparation of bills and reconciliation,rate analysis,bill estimation ,Costing,preparation of bill of quantities (BOQ),checking ,verification and approval of bills of contractors,contract submittals.

6-اُمیدوار دُور دراز مقامات پر سفر کیلئے موزوں ہو۔

6- Must be suitable for travel if required to visit remote locations.

7-مختلف چیزوں کے بارہ میں پڑتال کرتے ہوئے ڈیٹیل کے ساتھ تجزیہ دینے کی مہارت ہو نیز کمپیوٹر میں MS Excel ,AUTOCAD کا صحیح علم رکھتا ہو۔

7-Should have good analytical and communication skills,must have proper knowledge MS Excel,AUTOCAD

8-ہفت روزہ اخبار بدر میں شائع آخری اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہونگی انہیں پر غور ہوگا۔

9-انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں امیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی امیدوار خدمت کا اہل ہوگا جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوگا۔

10-سلیکشن کی صورت میں امیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔

11-سفر خرچ قادیان آمد و رفت امیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔

نوٹ:-انٹرویو کی تاریخ سے امیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائیگا۔ مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان پن کوڈ-143516

موبائل: 09682587713,09646351280 دفتر: 01872-501130

E-mail: diwan@qadian.in

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 11026: میں عطیۃ الباری بنت مکرم اسلم احمد کتّور صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 28 مارچ 2006 پیدائشی احمدی ساکن جکور ضلع بنگلور صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15 ستمبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/010 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اسوقت کوئی بھی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اسپر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد جمیل الامۃ: عطیۃ الباری گواہ: شمیم احمد غوری

مسل نمبر 11027: میں خوشی مہک بنت مکرم اقبال احمد قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 9 اکتوبر 2003 پیدائشی احمدی ساکن جکور بنگلور صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 14 ستمبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اسوقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد جمیل الامۃ: خوشی مہک گواہ: شمیم احمد غوری

مسل نمبر 11028: میں حسینہ پی کے زوجہ مکرم محمد عرفان صاحب قوم احمدی مسلمان تاریخ پیدائش 22 مارچ 1993 تاریخ بیعت 2007ء ساکن جکور ضلع بنگلور صوبہ کرناٹک مستقل پتہ امبٹی بٹنگالا پوسٹ، تعلقہ وراج پیٹ ضلع کورگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15 ستمبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 60000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد عرفان الامۃ: حسینہ پی کے گواہ: شمیم احمد غوری

مسل نمبر 11029: میں عطیۃ النور زوجہ مکرم اسلم احمد کتّور قوم احمدی مسلمان تاریخ پیدائش 5 اگست 1986 پیدائشی احمدی ساکن جکور ضلع بنگلور صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15 ستمبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ پندرہ گرام سونا 22 کیریٹ، حق مہر 12000 وصول شد۔ میرا گزارہ آمد ماہوار 1500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد جمیل الامۃ: عطیۃ النور گواہ: شمیم احمد غوری

مسل نمبر 11030: میں رقیہ بیگم زوجہ مکرم اقبال احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ٹیچر تاریخ پیدائش 25 اپریل 1982 پیدائشی احمدی ساکن جکور ضلع بنگلور صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 14 ستمبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ 42 گرام سونا 22 کیریٹ حق مہر 11000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 10000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شمیم احمد غوری الامۃ: رقیہ بیگم گواہ: محمد جمیل

مسل نمبر 11031: میں برکت اللہ ولد مکرم کریم باشا صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری تاریخ پیدائش 4 فروری 1978 تاریخ بیعت 2002 ساکن 29 بھارتی نگر، kuniyamuthur coimbatore صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15 اکتوبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اسوقت کوئی جائداد نہیں ہے میرا گزارہ آمد از مزدوری ماہوار 13000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: عبدالقادر العبد: برکت اللہ گواہ: ظہیر النساء

مسل نمبر 11032: میں ایشان احمد ولد مکرم محمد فاروق ایس صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 14 نومبر 2000 پیدائشی احمدی ساکن 26 کورنجی نگر kuniyamuthur coimbatore صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9 اکتوبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اسوقت کوئی جائداد نہیں ہے میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 20000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: کے نور محمد العبد: ایشان احمد گواہ: الطاف ایم

مسل نمبر 11034: میں مکرم اکھل اجمل صاحب ولد مکرم عبدالطیف سی قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 15 جولائی 1995 پیدائشی احمدی ساکن Meridian Verde, Flat-4A اشوکا پورم ضلع کالیکٹ صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 اکتوبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سلطان نصیر العبد: اکھل اجمل گواہ: ہارون پی

مسل نمبر 11035: میں امتہ الرحیم زوجہ مکرم میر مظہر الحق صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 68 سال پیدائشی احمدی ساکن بیت الحق R.M.L. Nagar,2nd stage ضلع شموگہ صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9 دسمبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ 4 عدد بینگلز 35 گرام، ایک لچھا 30 گرام، 4 انگوٹھیاں 9 گرام، ایک عدد چین 7 گرام، 3 جوڑی کان کی بالیاں 12 گرام 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: طارق احمد ادریس الامۃ: امتہ الرحیم گواہ: میر اعظم ذکریا

مسل نمبر 11036: میں صدیق پی ایم ولد مکرم محمد علی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش 20 مئی 1967 پیدائشی احمدی ساکن U.A.E مستقل پتہ Alour، پوسٹ آفس مٹّم ضلع trissur صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 مئی 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین 9.25 سینٹ مع مکان اندازاً قیمت 40 لاکھ روپے، قادیان میں ایک مکان ہے جس کی قیمت اندازاً چار لاکھ پچاس ہزار روپے ہے۔ بینک میں پچاس ہزار روپے فکس ڈپازٹ ہیں۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 1200AED ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: غلام مصطفیٰ العبد: صدیق پی ایم گواہ: وحید احمد

مسل نمبر 11037: میں مبارز احمد امینی ولد مکرم ریاض احمد این صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 22 مارچ 1999 پیدائشی احمدی ساکن SAI Amarantha Apartment Podanur No 3/2c ضلع coimbatore صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 14 اکتوبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ایم الطاف العبد: مبارز احمد امینی گواہ: ایس عبدالقادر

مسل نمبر 11038: میں امتہ السبوح اے بنت مکرم عبدالرؤف صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 24 مئی 2005 پیدائشی احمدی ساکن 12 KNG Garden کنیا متھور ضلع coimbatore صوبہ تامل

ناڈو بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15 اکتوبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے ایک عدد کان کی بالی وزن 3.7 گرام، کان کی بالی وزن 2 گرام، ایک عدد چین وزن 11.5 گرام، نوز پن 2 عدد 0.66 تمام زیورات 22 کیریٹ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبدالرؤف الامۃ: امتہ السبوح اے گواہ: ٹی ایم بشریا

مسل نمبر 11039: میں ظہیر النساء اے زوجہ مکرم برکت اللہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ٹیلر تاریخ پیدائش 14 مارچ 1984 تاریخ بیعت 2002 ساکن NO29,Bharathi Nagar kuniyamuthur ضلع coimbatore صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15 اکتوبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک جوڑی بینگلز 24 گرام، دو جوڑی کان کی بالیاں 20 گرام، ایک چین 12 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) ایک مکان مہاراجہ کالونی میں 2.25 سینٹ پر، حق مہر 5000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: برکت اللہ الامۃ: اے ظہیر النساء گواہ: ٹی ایم بشریا

مسل نمبر 11040: میں نوشاد ایس ولد مکرم شمس الدین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 41 پیدائشی احمدی ساکن پتھہ پیرم Thekkeparamba ضلع پالاکاڈ صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 8 نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اسوقت کوئی جائیداد نہیں ہے میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار 15000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اسپر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: سلطان نصیر العبد: نوشاد ایس گواہ: سعید احمد

مسل نمبر 11041: میں شیخ قاسم ولد مکرم امام صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ زراعت تاریخ پیدائش 4 اپریل 1984 تاریخ بیعت 2014 ساکن Zinkatanda، پوسٹ آفس Mallepalli ضلع Khamman بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19 نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین: ایک ایکڑ سات گنٹھ سروے نمبر 239 بمقام کپتہن بنجرہ موجودہ قیمت فی ایکڑ دس لاکھ، مزید ایک ایکڑ زمین سروے نمبر 266/7 بمقام جنکلہ تانڈا موجودہ قیمت چالیس لاکھ روپے۔ میرا گزارہ آمد از زراعت ماہوار 5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: بشیر احمد یعقوب العبد: شیخ قاسم گواہ: محمد فہیم الدین

مسل نمبر 11042: میں فیاض احمد ولد مکرم ایم سی محمد سلیم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش 27 اپریل 1996 پیدائشی احمدی ساکن T square, Pachalam ضلع ارناکولم صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16 اکتوبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار 15000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: سلطان نصیر العبد: فیاض احمد گواہ: ایم سی محمد سلیم

مسل نمبر 11043: میں منیرہ بیگم رام درگ زوجہ مکرم حسین خان رام درگ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 67 سال پیدائشی احمدی ساکن 51/1B 2nd Cross Sharawati Nagar Old Hubli ضلع Dharwad صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11 دسمبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 1500 روپے وصول شد، زیورات طلائی: کان کی بالیاں گلے کے پتے طلائی وزن 8 گرام 22 کیرٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محبوب خان رام درگ الامۃ: منیرہ بیگم رام درگ گواہ: طارق احمد گلبرگی

مسل نمبر 11044: میں طاہرہ بیگم رام درگ زوجہ مکرم نثار خان رام درگ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 11 جولائی 1982ء پیدائشی احمدی ساکن 51/1B 2nd Cross Bharawati Nagar Old Hubli ضلع Dharwad صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 دسمبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 20000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ: منور احمد ناصر الامۃ: طاہرہ بیگم رام درگ گواہ: محمد نصیر الحق آچاریہ

مسل نمبر 11045: میں آمنہ بیگم زوجہ مکرم رفیق خان رام درگ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 17 ستمبر 1972 تاریخ بیعت 1997 ساکن Timmasagar Road ضلع Dharwad صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11 دسمبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 2786 روپے وصول شد، طلائی زیورات: کان کے جھمکے دو عدد وزن 14 گرام 22 کیرٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: رفیق خان رام درگ الامۃ: آمنہ بیگم رام درگ گواہ: طارق احمد گلبرگی

مسل نمبر 11046: میں امۃ البصیرہ رام درگ زوجہ مکرم شبیر خان رام درگ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 40 سال پیدائشی احمدی ساکن سنتوش نگر پوسٹ ہبلی ضلع Dharawad صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 دسمبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ طلائی زیورات: کان کی بالیاں ایک سیٹ، انگوٹھی ایک عدد (تمام زیورات 22 کیرٹ) میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔ گواہ: طارق احمد گلبرگی الامۃ: امۃ البصیرہ رام درگ گواہ: محمد نصیر الحق آچاریہ

مسل نمبر 11047: میں زینت ذوالفقار لودھی زوجہ مکرم ذوالفقار لودھی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 28 اگست 1991 پیدائشی احمدی ساکن کرشنا نگر اولڈ ہبلی ضلع Dharawad صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11 دسمبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ 12 گرام طلائی زیور، حق مہر 2500 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: وسیم خان رام درگ الامۃ: زینت ذوالفقار لودھی گواہ: طارق احمد گلبرگی

مسل نمبر 11048: میں محمد شبین ایم ایم ولد مکرم محمود ایم ایم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم تاریخ پیدائش 13 اگست 1997 پیدائشی احمدی ساکن Harishchandpura,Goni Koppal ضلع kodagu صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25 نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محبوب ایم ایم العبد: محمد شبین ایم ایم گواہ: محمد نصیر الحق آچاریہ

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 72 Thursday 20- April - 2023 Issue. 16

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

اللہ تعالیٰ نے اُس شخص کو آگ پر حرام کر دیا جس نے رضائے الٰہی کے حصول کے لیے لا الٰہ الا اللہ پڑھا (الحدیث)

اب جو آنحضرت ﷺ کی حقیقی تعلیم پر عمل کریگا اور خالص ہو کر خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کریگا وہی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنے گا اور آنحضرت ﷺ کی شفاعت سے بھی حصہ پائیگا

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 14/ اپریل 2023ء بمقام مسجد بیت الفتوح یو. کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

لا الٰہ الا اللہ وہ کلمہ ہے جو توحید کی بنیاد ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اُس شخص کو آگ پر حرام کر دیا جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے لا الٰہ الا اللہ پڑھا۔ پس جب اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے اُس کی طرف جھکتے ہوئے اپنی توجہ کو خالص اللہ تعالیٰ کی طرف کرتے ہوئے انسان لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ اُس پر حرام کر دے گا اور یہی تعلیم تھی جو تمام انبیاء لے کر آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے افضل کلمہ جو میں نے اور پہلے نبیوں نے کہا وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ ہے۔ پس یہ تعلیم تمام انبیاء کی ہے لیکن بدقسمتی سے انہی انبیاء کی قوموں نے اس تعلیم کو بھول کر شرک کا ذریعہ بنالیا۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں شامل کر کے وہ کامل تعلیم دی جس نے شرک کا بکلی خاتمہ کر دیا اور آپؐ نے توحید کا حقیقی سبق دے کر ہماری دنیا و عاقبت سنوار دی۔ پس اب جو آنحضرت ﷺ کی حقیقی تعلیم پر عمل کرے گا اور خالص ہو کر خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرے گا وہی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنے گا اور آنحضرت ﷺ کی شفاعت سے بھی حصہ پائے گا۔

آپؐ کی شفاعت کے لیے خالص دل کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار ضروری ہے جس میں دنیا کی ملونی نہ ہو۔ آپؐ وہ آخری اور کامل نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے شفاعت کا اختیار دیا ہے اور آپؐ کی شفاعت کے لیے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق آپؐ پر ایمان بھی ضروری ہے۔

ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی جنہوں نے اسلامی احکام کو کھول کر اُن کی گہرائی اور حکمت کے ساتھ ہمیں بتایا۔ جہاں آپؑ نے لا الٰہ الا اللہ کی گہرائی کے بارے میں ہمیں بتایا وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے بارے میں بھی ہمیں بتایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمودہ اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ کی تشریح آپ ہی فرمادی۔ اس میں تین نشانیوں کا ہونا ازبس ضروری ہے۔ پہلا اَصۡلُهَا ثَابِتٌ جس کی جڑیں مضبوطی سے قائم ہیں۔ دوسری نشانی فَرۡعُهَا فِی السَّمَآءِ ہے کہ اُس کی شاخیں آسمان کی بلندی تک پہنچی ہوئی ہیں۔ تیسری نشانی تُؤۡتِیۡۤ اُکُلَهَا کُلَّ حِیۡنٍ کہ ہر وقت تازہ پھل دیتی ہے۔ فرمایا کہ اسلام ہی وہ دین ہے جو اس معیار پر پورا اُترتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پہلی نشانی اصول ایمانیہ جس سے مُراد کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے جس کو اس قدر وصف سے قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے جس کے تمام دلائل چند جزو میں ختم نہیں ہو سکتے۔ خدا تعالیٰ کی تمام مصنوعات اور نظام عالم کا سلسلہ صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ اس عالم کا ایک موجد اور صانع ہے جس کے لیے یہ ضروری صفات ہیں کہ وہ رحمٰن، رحیم، قادر مطلق، واحد لاشریک، ازلی ابدی اور مدبر بالارادہ بھی ہو۔ ہمارا خدا ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ وہ ہر مخلوق کا خالق ہے اور تمام حاجات کے لیے اُس کے حضور ہی جھکنا ہے۔ پس جب ایمان کی یہ حالت ہو جائے تو وہ کامل ایمان ہوتا ہے جس میں شرک کی ملونی ہو ہی نہیں سکتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی وہ کامل ہستی ہے جس سے مدد مانگنے کا حق ہے اور کوئی اور اس کا حق نہیں رکھ سکتا۔ اسی پر قرآن کریم نے زور دیا چنانچہ فرمایا کہ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ یعنی عبادت بھی تیری کرتے ہیں اور تیری عبادت کرنے کے لیے مدد بھی تجھ سے ہی چاہتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ استمداد کا اصل حق اللہ تعالیٰ کا ہی ہے۔ دوسرے درجہ پر یہ حق اہل اللہ اور مَردانِ حق کو دیا گیا کہ اُن کی دعاؤں سے بھی مدد ہوتی ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ کے پہلے حصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا محبوب اور مطلوب اللہ تعالیٰ ہی ہونا چاہیے اور دوسرے حصے سے رسالت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کا اظہار ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ لا الٰہ الا اللہ کا حق ادا نہیں ہوتا جب تک کہنے والا اپنے اقرار میں عملی طور پر ثابت نہ کر دے اور یہی ایمان کی شرط ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد پر عمل کرنا بھی ضروری ہے تب کہیں انسان لا الٰہ الا اللہ پر عمل کرنے والا بنتا ہے اور تب ہی ایسا انسان خدا تعالیٰ کے حضور جھوٹا نہیں ہوتا۔

اس کلمے کا دوسرا جزو نمونہ کے لیے ہے۔ انبیاء علیہم السلام نمونوں کے لیے آتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جامع نبی تھے جن میں تمام نبیوں کے نمونے جمع تھے۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر صحیح عمل اور صحیح تشریح آپؐ نے ہی فرمائی اور اس پر عمل کر کے دکھایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ماننے والوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بیعت رسمی فائدہ نہیں دیتی۔ ایسی بیعت سے حصہ دار ہونا مشکل ہے جب تک اپنے وجود کو ترک کر کے خالص ہو کر جس کی بیعت کی ہے اُس کے ساتھ نہ ہو جائے تب ہی بیعت فائدہ دے گی۔ جہاں تک ممکن ہو طریقوں اور عبادات میں مُرشد کے ہم رنگ ہو اور صبح سے شام تک اپنا حساب کرنا چاہیے کہ کس حد تک ہم نے لا الٰہ الا اللہ پر عمل کیا ہے۔

پھر فرمایا کہ میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مسلمان کلمہ پڑھ لے اور سُست ہو جائے بلکہ اپنی تجارتوں اور ملازمتوں میں مصروف ہو لیکن خدا کا حق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت کو تجارت کے وقت بھی ملحوظ رکھے۔ ہر معاملے میں دین کو مقدم رکھے۔ دنیا مقصود بالذات نہ ہو۔ اصل مقصود دین ہو پھر دنیا کے کام بھی دین ہی ہوں گے۔ صحابہ کرامؓ نے بھی مشکل سے مشکل وقت میں خدا کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی خدا سے غافل ہوئے اور نہ نمازیں چھوڑیں بلکہ دعاؤں سے کام لیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کلمہ کی حقیقت اور اس کے معنی اور اس پر عمل کرنے کی بابت فرماتے ہیں کہ تمہیں اس پر ہی خوش نہیں ہونا چاہیے کہ ہم مسلمان کہلاتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہیں۔ اللہ تعالیٰ صرف قیل و قال سے راضی نہیں ہوتا جب تک عملی حالت درست نہ ہو۔ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ اگر کوئی شخص صرف زبان سے کہتا ہے کہ میں خدا کو وحدہٗ لاشریک مانتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاتا ہوں اور یہ اقرار صرف زبان سے ہی ہے اور دل معترف نہیں تو اس سے نجات نہیں ملے گی۔ ایمان لانا یہی ہے کہ عملی حالت میں اُن اُمور کو ظاہر کر دے جو اللہ تعالیٰ کے احکام قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں اور پھر درحقیقت عملی طور پر دین کو دنیا پر مقدم کر دے۔ پس جس نے صدق دل سے لا الٰہ الا اللہ کو مان لیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

پھر بجز خدا کے اُس کا کوئی پیارا نہیں رہ سکتا اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہوتا ہے اور تکلیفوں سے وہ پریشان نہیں ہوتا کیونکہ اُسے یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ولی کی مدد کے لیے فوراً پہنچتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب تک حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا نہیں کرتے اُس وقت تک لا الٰہ الا اللہ کا حقیقی مفہوم نہیں پا سکتے۔ ایک بھائی دوسرے کا حق مارتا ہے اور اسباب پر اس حد تک بھروسہ کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو محض عضو معطل قرار دے رکھا ہے۔ بہت ہی کم لوگ ہیں جنہوں نے توحید کے اصل مفہوم کو سمجھا ہے۔ اگر انسان کلمے کی حقیقت سے واقف ہو جاوے اور عملی طور پر اُس پر کاربند ہو جاوے تو وہ بہت بڑی ترقی کر سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔ سچا مؤحد اُسی وقت ہی بن سکتا ہے جب تمام بدیاں دُور کر دے۔ پس اس رمضان میں ہم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہیے کہ اِن بدیوں سے اپنے آپ کو پاک کریں اور لا الٰہ الا اللہ پر حقیقی طور پر ایمان لانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ رمضان کے ان بقایا دنوں میں ہم کوشش اور دعا سے اپنے اندر کی تمام بدیاں نکالنے والے بن جائیں۔

رمضان کے آخری عشرے میں ہم لیلۃ القدر کی باتیں کرتے ہیں۔ لیلۃ القدر تو حقیقت میں اس وقت ملتی ہے جب ہم اپنا ہر قول اور فعل اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق کرنے کے لیے تیار ہو جائیں، اس پر عمل کرنے والے ہوں اور اسے مستقل اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے والے ہوں۔ یہی وہ حقیقی نشانی ہے جو لیلۃ القدر کے پانے کی نشانی ہے۔ اصل نشانی یہ ہے کہ ہمارے دلوں میں کیا انقلاب پیدا ہوا۔

بعض جماعتوں نے رمضان میں تین دن خاص طور پر دعاؤں کے پروگرام بنائے ہیں۔ اگر تو ہم نے یہ تین دن خاص طور پر اس لیے مقرر کیے ہیں کہ تین دن دعاؤں میں لگا لو اور پھر اپنی پرانی طرز زندگی پر آ جاؤ اور لا الٰہ الا اللہ کے حقیقی مقصد کو بھول جاؤ تو ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کے حال کو جانتا ہے، ہماری نیتوں کو جانتا ہے، اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں۔ ایسی صورت میں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے یہ دن گزارنا چاہتے ہیں تو پھر اس عہد کے ساتھ گزارنے ہوں گے کہ اب یہ دن ہماری زندگیوں کا مستقل حصہ بن جائیں گے۔ پھر یہ تکلیفیں جو مخالف ہمیں پہنچا رہا ہے ان کو دور کرنے کے لیے خدا تعالیٰ اپنی خاص تائید و نصرت ظاہر فرمائے گا۔ انشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ ہے کہ آپؑ اور آپؑ کی جماعت کو فتح عطا فرمائے گا۔ جلد یا کچھ عرصے بعد۔ ہاں اگر ہم لا الٰہ الا اللہ کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے اپنا معبود، مقصود اور محبوب صرف خدا تعالیٰ کی ذات کو بنا لیں اور دنیا سے زیادہ ہمیں خدا تعالیٰ سے محبت اور اس کو پانا ہمارا مقصود ہو تو انقلاب جلدی آ سکتا ہے۔ ہمیں اپنی حالتوں میں مستقل تبدیلی کرنے کا عہد کرنا ہو گا۔

رمضان کا آخری عشرہ جہنم سے نجات کا عشرہ ہے جس نے لا الٰہ الا اللہ دل سے پڑھا اس پر جہنم کی آگ حرام ہو گئی لیکن انسان کے مستقل عمل ضروری ہیں۔ پس اس آخری عشرے سے بھرپور فائدہ اُٹھانے اور حقیقی لیلۃ القدر حاصل کرنے کے لیے لا الٰہ الا اللہ کو اپنے دل و دماغ کی آواز بنانا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے آخر میں فرمایا کہ دنیا کے عمومی امن و استحکام کے لیے بھی دعا کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ انسانیت پر رحم اور فضل فرمائے۔

......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad